امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۹ر رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۲ر فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 08

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمیؒ
■ حکایات اہل دل
■ ہفتۂ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو
■ بہار میں اردو کے مسائل
■ تجاویز ورپورٹ مشاورتی اجلاس
■ ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

اللہ رحمٰن رحیم کے نام سے

خطبۂ صدارت

بموقع خصوصی اجلاس برائے ترقی وتحفظ اردو مورخہ ۱۴ر فروری ۲۰۲۱ء، بروز اتوار بمقام کانفرنس ہال المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر

آج کی مجلس میں صرف پٹنہ شہر کے حضرات نہیں ہیں صوبہ بہار کے مختلف حصوں سے اہل علم تشریف لائے ہیں، جو نہ صرف اردو داں ہیں، بلکہ اردو کے شیدائی ہیں، اردو کے لیے کچھ کرتے، کرتے رہنے اور کرگذرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں، دلوں میں چھپا ہوا یہ حوصلہ عمل کے سانچہ میں ڈھل جائے، جوش اور ہوش کے ساتھ کاریگری ہو تو بڑی بات بنے گی اور بہت سی بگڑی بن جائیگی۔ اردو ہم سے آرزومندی دردمندی، فکرمندی کی طلبگار ہے، اردو چاہتی ہے کہ جو انکی زبان پر ہے اسکے لئے وہ زبان کھولیں، جوان کے خیالات، احساسات جذبات کو عام کرتی ہے، اور دوسروں کے کانوں میں رس اور مٹھاس گھولتی ہے، اسے طاقت پہونچائی جائے اردو کو دودھ پینے والے مجنوں سے واسطہ رہا ہے، اب اسے خون دینے والے مجنوں کی بھی ضرورت ہے۔

ہم اردو بولیں گے، لکھیں گے، اردو کو پھیلائیں گے، تو اردو آگے بڑھے گی، ترقی کرے گی، آنے والی نسل کو اردو پڑھائیں گے، انہیں تہذیب سے آراستہ کریں گے، تو سماج میں شائستگی اور تمیز آئے گی، پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری نے غیر مسلم اردو مصنفین کے اجلاس میں یادگار جملہ کہا تھا، ''ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نئی نسل اردو سیکھے، تاکہ انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھنے اور بولنے کا سلیقہ آجائے''۔ زبانیں تو سب پیاری ہیں، اردو کا کمال یہ ہے کہ جہاں سے بھی گذرتی ہے، سلیقہ چھوڑ جاتی ہے، یہ محبت کی زبان ہے، انقلاب کی زبان ہے، آزادی کا حربہ ہے، اس نے محلوں کو نوازا، اور جھونپڑیوں کو پیار دیا، یہ بڑی زود اثر اور دور اثر زبان ہے، بہت پرانی، آدھی صدی سے بھی پہلے کی بات یاد آئی، مشہور مجاہد آزادی پنڈت سندر لال نے اسی پٹنہ کے انجمن اسلامیہ میں یہ سنایا تھا کہ ''میں جارہا تھا، سڑک سے کچھ دور پرائمری اسکول سے بچوں کی آواز آرہی تھی، میں اردو کی خیریت معلوم کرنے کیلئے اسکول گیا، وہاں بچے رٹ رہے تھے ''پرتھوی پرتھوی پرتھوی معنی زمین، دل نے کہا دیہات میں بھی اردو زندہ'' ہے۔

اردو ہم سے آرزومندی دردمندی، فکر مندی کی طلبگار ہے، اردو چاہتی ہے کہ جوان کی زبان پر ہے اسکے لئے وہ زبان کھولیں، جوان کے خیالات، احساسات جذبات کو عام کرتی ہے، اوردوسروں کے کانوں میں رس اورمٹھاس گھولتی ہے، اسے طاقت پہونچائی جائے اردو کو دودھ پینے والے مجنوں سے واسطہ رہاہے، اب اسے خون پینے والے مجنوں کی بھی ضرورت ہے۔

اردو زندہ ہے اسلئے کہ وہ عوام کی زبان ہے، بول چال کی زبان ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ پچھلے پینتالیس پچاس سال سے اخبارات کے ذریعہ، نصاب کی کتابوں کے، ریڈیو پھر ٹیلی وژن کے ذریعہ ایسی زبان کو مسلط کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی جو عوامی زبان نہیں تھی، نئے نئے الفاظ بنائے گئے اور انہیں زبان پر چڑھایا گیا، لکھاوٹ میں سنجکت (संयुक्त) کی مشکل شکلیں نکالی گئیں، اور انہیں سکھانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے، حکومت اور سمجھدار شدت پسندوں نے بڑی ذہانت کے ساتھ مرتب انداز میں ایک نئی اور بالکل ناآشنا زبان کو رائج کیا ہے، جو آہستہ آہستہ عوام کی زبان بن رہی ہے، اور اب نئی قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے ذریعہ ایسی کوششوں کو آگے بڑھایا جائے گا، اور اردو کیلئے راہیں بند کی جائیں گی، وجہ یہ ہے کہ اب نادیدہ اور غیر مکتوب دور کو لانے کی کوشش کی جارہی ہے، جو تصوراتی اور خیالی ہے، اسی لئے نئی قومی تعلیمی پالیسی کے ابتدائیہ میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ ''ہندوستان کے قدیم اور سناتنی علوم اور افکار کے پیش نظر یہ پالیسی تیار کی گئی ہے''، یعنی اس پالیسی کے اگلے صفحات میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسکے ذریعہ سناتن دھرمیوں کو تیار کرنیکی کوشش ہوگی۔ یہ ایک ''نظریاتی پالیسی'' ہے۔

اس پوری تعلیمی پالیسی میں کہیں اردو کا ذکر نہیں ہے، جبکہ ابھی تک اتر بھارت میں رابطہ کا ایک بڑا ذریعہ اردو ہے، جسے زبردستی ہندی کہا جاتا ہے، اس تعلیمی پالیسی کے چند جملے خوش آئند ہیں، جن کے ذریعہ مادری زبان کی ضرورت اور اہمیت کو مانا گیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ ''پڑھنے والے بچوں کو دوسری زبان کے بجائے مادری زبان میں باتیں زیادہ سمجھ میں آتی ہیں اور وہ نئے افکار وخیالات سے جلد آشنا ہوتے ہیں'' (پیرا ۴/۱۱) ساتھ ہی اسی پیراگراف میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''جہاں تک ہوسکے، پانچویں جماعت تک کی تعلیم پھر آٹھویں جماعت اور اس سے آگے بھی تعلیم مادری زبان، گھریلو، مقامی یا علاقائی زبان میں ہوگی'' —— اس طرح بات مادری زبان سے چلی اور گھریلو، مقامی یا علاقائی زبان تک جا پہونچی، یہ کون طے کرے گا کہ ایک طالب علم کی مادری زبان کیا ہے، گھریلو یا مقامی زبان کونسی ہے اور علاقائی زبان کسے قرار دیا جائے، اور جب مادری زبان اور علاقائی زبان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو انتخاب کا اختیار کسے ہوگا؟۔ مادری زبان کے ساتھ ساتھ تین زبانوں کا ذکر ہی بہت پیچدار ہے جسکے نتیجہ میں مادری زبان کورستہ میں چھوڑ دیا جائے گا، اور طلبہ کی تعلیم علاقائی یا صوبائی زبان میں ہوگی۔

اس تعلیمی پالیسی میں سہ لسانی فارمولہ کو مانا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ''اس سہ لسانی فارمولا کے انتخاب کا حق صوبوں کو ہوگا، سہ لسانی فارمولا کا انتخاب صوبوں، علاقوں اور ''یقیناً'' طلبہ کی ''پسند کا خیال'' رکھا جائیگا، مگر خیال رکھا جائیگا کہ ان میں دو زبانیں ہندوستانی ہوں'' (پیرا ۴/۱۳) ملازمت کے عالمی امکانات اور رابطہ کی عالمی زبان ہونے کی وجہ سے طالب علم انگریزی زبان کو چنے گا، بچی دو ہندوستانی زبانیں، بقیہ دو زبانوں میں سرکاری زبان ہندی کا نمبر ہوگا، کیونکہ اتر ہندوستان کے اکثر صوبوں اور مرکز کے دفاتر کی زبان ہندی ہے، بچی ایک زبان، اب طالب علم اردو کو پسند کرے گا، یا صوبائی زبان کو؟ کئی صوبوں میں لسانی عصبیت کا جو حال ہے، کچھ برس گذر جائیں، تو صوبائی حکومت بھی صوبائی زبان کو لازمی قرار دے سکتی ہے، جس طرح کئی صوبوں نے بعض وظیفوں کو حاصل کرنے، اونچے درجوں میں داخلہ کیلئے ڈومیسائل سرٹیفکٹ کی شرط لگادی ہے، اس طرح اردو مادری زبان والے اردو کس طرح اور کہاں پڑھ سکیں گے؟

اسی (پیرا ۴/۱۳) کو سامنے رکھئے، عربی اور فارسی کے مستقبل پر غور کر لیجئے، اگرچہ اسی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے دوسرے حصہ میں فارسی کی ہمت افزائی کی گئی ہے، (پیرا ۴/۱۸) وہ ویسے ہی ہے جیسے جڑ کاٹ کر تنوں اور پتوں پر پھوار برسانا۔ یہ بھی یاد رہے غیر ملکی زبانوں کی فہرست میں عربی زبان کا ذکر نہیں ہے (پیرا ۴/۲۰) جبکہ ہزارہا افراد ابھی کالج اور یونیورسیٹوں میں اور بھارت کے بڑے شہروں میں (سیاحت اور طبی شعبہ میں ترجمانی کے) عربی کے ذریعہ کما کھارہے ہیں، اسی طرح عرب ممالک ہیں، جنکی تعداد ترانوے لاکھ کے قریب ہے، اور جن میں سے بڑی

کا کام کر

میں خوشگوار زندگی گذار رہے

اکثریت عربی سمجھتی اور بولتی ہے۔

یہ وہ ساری تکلیف دہ حقیقتیں ہیں، جو نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء میں موجود ہیں، اس تعلیمی پالیسی کی ڈرافٹنگ میں بڑی محنت اور ذہانت کا استعمال کیا گیا ہے، اسکے کئی حصے متضاد (Contradictory) ہیں، کئی حقیقتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے، مثلاً اس پورے مسودہ میں آئین ہند کی بنیادی حقوق کی دفعہ ۲۹/۳۰ کا کوئی ذکر نہیں ہے، جبکہ وہ لسانی اور مذہبی اکائیوں کے حق تعلیم کو پوری اہمیت دیتا ہے، اور انہیں اداروں کے بنانے اور انتظام کرنے کے بنیادی حق کو مانتا ہے، ساتھ ہی اسکی ہمت افزائی بھی کرتا ہے۔ اس تعلیمی پالیسی میں اس بنیادی حق پر کچھ نہ کہنا بتاتا ہے کہ دال میں کچھ کالا نہیں، بہت کچھ کالا ہے۔

آنے والے دنوں کی کیا پلاننگ ہے، اس کا اندازہ اس طریقۂ کار سے لگائیے کہ آسام کی حکومت سارے ویدک پاٹھشالاؤں کو یونیورسٹی کے دائرہ میں لے آئی اور ان سب رفاہی تعلیمی اداروں کو قانونی حیثیت دے دی، ان کی ڈگریوں کو یونیورسٹی نے منظوری دے دی، اور جہاں اردو مکتب جیسی سنسکرت کی تعلیم ہوتی تھی، انہیں یونیورسٹی میں برابری (Equivalency) کا درجہ دیدیا گیا، اور دوسری طرف آئین ہند کی دفعہ ۲۹-۳۰ زندہ ہے، مگر آسام اسمبلی میں تمام مدارس کو بند کرنے کا قانون منظور ہوگیا۔ یہ اقدام آئین ہند کی بنیادی دفعات کے خلاف سہی، مگر آج وہ آسام کا قانون ہے، اب ہائی کورٹ سپریم کورٹ کا چکر لگاتے رہئے، اور یہ قانونی ادارے کیا لاقانونیت برتیں، کوئی نہیں جانتا۔

یہاں تک تو نئی قومی تعلیمی پالیسی کا ''ذکر خیر'' تھا، اور شدت پسندوں کی قانون سازی کے وطیرہ کا ذکر آیا، جو نہ صرف اردو والوں سے سوچنے کا مطالبہ کرتا ہے بلکہ عمل اور اقدام کا پابند بناتا ہے —— (بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

انسانیت کی ترقی کا راز

"وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا" اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئے (سورہ بقرہ)

وضاحت:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیدائش کے وقت ہی مقصد زندگی اور ضروریات زندگی حتی کہ راحت وآسائش سے متعلق تمام چیزوں کا علم انہیں ودیعت فرمادیا اور ان کے واسطہ سے اولاد آدم کو ان چیزوں کی شناخت اور تعین کی صلاحیت عطا فرمادی، ان میں وہ علوم جن کے ذریعہ بندہ کے اندر ایمان ویقین کے ساتھ روحانی کمالات پیدا ہوتے ہیں، جنہیں ہم علم دین سے تعبیر کرتے ہیں، جیسے کتاب وسنت کا علم، جس سے خالق ومخلوق کا رشتہ استوار ہوتا ہے، اور اس سے مخلوق کی عبودیت وبندگی ظاہر ہوتی ہے، اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ سے علم والے بندے ہی ڈرتے ہیں، یہ گویا تعلیم کا بنیادی مقصد ہے کہ بندہ کے اندر خدا ترسی کی صفت پیدا ہوجائے، دوسرے وہ علوم جن سے اشیاء سازی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے یا کائنات سے استفادہ کی راہیں کھلتی ہیں جیسے سائنس اور ٹکنالوجی وغیرہ کے علوم ہیں، ایسے علوم کو دنیاوی علوم سے تعبیر کیا گیا، جس پر ماضی میں مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں کمال پیدا کیا اور اس کو خدمت خلق کا ایک ذریعہ گردانا، اس طرح کے علوم بھی اسلام کو مطلوب ہیں، اس لئے کہ اسلام کسی علم کا مخالف نہیں ہے، اس نے ہمیشہ علم وتحقیق کی حوصلہ افزائی کی ہے؛ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم ودانش کی بات مومن کی متاع گمشدہ ہے "الکلمة الحکمة ضالة المؤمن" مگر ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نافع علم کی دعا فرماتے تھے اور غیر نافع سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے، اگر دنیاوی علوم کی تحصیل کا مقصد معرفت الٰہی، خودشناسی، خداشناسی اور خشیت الٰہی ہو تو وہ بھی محبوب ومطلوب ہیں؛ تاکہ اس کے ذریعہ کردار وعمل میں نکھار پیدا ہو، حقوق کی ادائیگی اور فرائض کی پابندی میں کوتاہی سے گریز کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

آج دنیا میں جو بے راہ روی، اخلاقی انارکی اور معاشرتی خرابی پھیلی ہوئی ہے وہ سب تعلیم کے فقدان کا نتیجہ ہے اگر دنیا اسلامی نظریہ تعلیم کو اختیار کرلے تو یقین مانئے کہ بے دینی اور الحاد کے بادل چھٹ جائیں گے اور دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گی، اسلام کے نظام تعلیم کا مقصد انسانیت کی ترقی ہے، اور یہ چیزیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے ذریعہ حاصل ہوں گی، اب وقت آگیا ہے کہ ہم خواب غفلت سے بیدار ہوں اور تعلیم وتہذیب کے میدان میں آگے بڑھیں۔

منہ پھُلا کر بات نہ کرو

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے اسلام لانے کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی مجھے دیکھا خندہ پیشانی سے دیکھا اور مسکراتے چہرے سے ملاقات کی (مسلم شریف)

مطلب:۔ ہنستے، مسکراتے رہئے، یہ زندہ دلی اور پاکیزگی روح کی علامت ہے، خاص کر لوگوں سے ملنے جلنے کے وقت خوشدلی کا مظاہرہ کیجئے اس سے انسان کی شخصیت بلند وبرتر ہوتی ہے، جو لوگ خندہ روئی اور شگفتہ روی سے ملتے جلتے ہیں، آپ دیکھیں گے کہ لوگ ان سے محبت بھی کرتے ہیں اور قربت بھی اختیار کرتے ہیں، دوسرے یہ کہ جب آپ ان کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھیں گے تو آپ پر اس کے خوشگوار اثرات پڑیں گے، اس طرح حلم وبردباری، خوش خلقی اور خندہ روی سے انسان کا اخلاقی حسن دوچند ہوجاتا ہے جو کہ نیکوکاروں کی صفت ہے، اس لئے ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ معمولی سی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو، خواہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا ہو، دراصل یہی وہ اسلامی معاشرہ ہے، جسے وجود میں لانے اور برپا کرنے کا بکثرت نصوص میں حکم دیا گیا اور جس کی طرف اسلام کے تربیتی اصول رہنمائی کرتے ہیں تاکہ دوسرے معاشروں کے درمیان اس معاشرہ کی ایک امتیازی شان ہو، ایسا معاشرہ جس میں انسان جذباتی ناآسودگی اور بے مائیگی میں زندگی گذار رہا ہوتا ہے وہ کسی خویش واقارب اور دوست سے ملتے وقت بے رخی اختیار کرتا ہے، منہ پھیر کر، تیور چڑھا کر رہتا ہے، ایسے ولوگوں کے چہروں پر افسردگی چھائی رہتی ہے، مادی زندگی نے ان کے جذبات کے شعلوں کو سرد کردیا ہوتا ہے، اس لئے عام طور پر لوگ ان سے ملنا جلنا کم رکھتے ہیں، اور جو مسکراتے ہوئے ملتے ہیں ان کے چہرے گلاب کی مانند کھلے رہتے ہیں اور محبت کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی ہے، البتہ خوش طبعی میں حد سے تجاوز نہ کرے، بے احتیاطی کے ساتھ ٹھٹھی نہ کرتا رہے کہ اس سے وقار واعتبار مجروح ہوتا ہے، اعتدال وتوازن کو ہر حال میں برقرار رکھنا چاہئے، اکثر یہ دیکھا گیا کہ بہت سے لوگ دوستوں کی مجلسوں میں خوش مزاج رہتے ہیں؛ لیکن جب وہ گھر پہونچتے ہیں تو ان کا تیور بدل جاتا ہے، بیوی بچوں کے درمیان تندخو ہوجاتے ہیں، بات بات پر جھڑکتے، ڈانٹتے رہتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے، تنبیہ کے وقت ضرور تادیب ہو، مگر ہر وقت تیور چڑھائے نہ رہئے، بال بچوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹوں کو جو نصیحتیں کیں، ان میں ایک بات یہ بھی کہی کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ لوگوں سے منہ پھلا کر بات نہ کیا کرو، جب عام لوگوں سے منہ بسور کر بات کرنے سے منع کیا گیا تو گھر والوں سے تو ہرگز نہیں کرنا چاہئے، زندگی تھوڑی ہے، ہنستے مسکراتے گذاریئے، اس لئے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ حضور ہمیشہ مسکرا کر ملتے تھے جس سے دل پر پُرکیف اثر ظاہر ہوتا تھا، اس طرز عمل کو ہر شخص اختیار کرے تاکہ معاشرہ خوشگوار ہو اور زندگی اطمینان وسکون کے ساتھ گذر سکے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

فجر کی جماعت ہونے کے درمیان سنت پڑھنا

بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ فجر کی نماز شروع ہوتی ہے اور ادھر سنت پڑھ رہے ہوتے ہیں، کیا یہ حدیث اذا أقیمت الصلاة فلاصلاة الا المکتوبة کے خلاف نہیں ہے جب کہ سنت تو فرض کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

الجواب ———— باللّٰہ التوفیق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد سنن ونوافل پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ نهى عن الصلاة بعدالفجر حتى تطلع الشمس وبعدالعصر حتى تغرب الشمس (صحیح لمسلم ۲۷۵/۱۔صحیح البخاری ۸۲/۱)

اور اگر کسی کی سنت فجر رہ گئی ہو تو اس کے متعلق فرمایا کہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے، من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ماتطلع الشمس (سنن ترمذی ۹۶/۱)

ان روایات کی روشنی میں احناف کے نزدیک فجر کی نماز کے بعد فجر کی سنت پڑھنا ممنوع ہے، اب رہا جماعت ہو رہی ہو اس درمیان سنت پڑھنا تو اس سلسلہ میں احناف کا موقف یہ ہے کہ جماعت کھڑی ہونے کے بعد جماعت کی صفوں سے ہٹ کر مسجد کے کسی گوشہ یا ستون کی آڑ میں فجر کی سنت پڑھ لینا درست ہے بشرطیکہ جماعت کے بالکل فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، برخلاف دوسری نمازوں کے کہ وہاں جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا صحیح نہیں ہے اور مذکورہ حدیث اذا أقیمت الصلاة فلاصلاة الا المکتوبة انہیں نمازوں سے متعلق ہے سنت فجر اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت فجر کی بڑی تاکید فرمائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: فجر کی سنت دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، ركعتا الفجر خير من الدنيا ومافيها (صحیح مسلم ۲۵۱/۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی سنت نہ چھوڑو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں۔ لا تدعوهما وان طردتكم الخيل (سنن ابی داؤد ۱۷۹/۱)

نیز جلیل القدر فقہا صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس حضرت ابودردا رضی اللہ عنہم کا معمول یہی تھا کہ یہ حضرات فجر کی نماز کے لئے جب مسجد تشریف لاتے اور فجر کی جماعت ہو رہی ہوتی تو اگر انہوں نے سنتیں نہ پڑھی ہوتیں تو پہلے دو رکعت سنت ادا کرلیتے پھر جماعت میں شریک ہوتے (طحاوی ۲۵۸۱) لہٰذا اگر ایک رکعت بھی پانے کی امید ہو تو سنت پڑھی جائے گی ورنہ سورج نکلنے کے بعد جب مکروہ وقت نکل جائے تب پڑھی جائے۔

فجر کے وقت تحیۃ المسجد پڑھنا

فجر کے وقت سنت گھر میں پڑھ کر مسجد گیا اب کیا مسجد میں تحیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں جواب سے نوازیں؟

الجواب ———— باللّٰہ التوفیق

فجر کے وقت فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لئے اس وقت کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔

قال عليه الصلوة والسلام: لاصلاة بعدالفجر الا سجدتين، قال ابوعيسىٰ... وهوما اجمع عليه اهل العلم كرهوا ان يصلي الرجل بعد طلوع الفجر الا ركعتي الفجر (سنن ترمذی ۹۶/۱)

ظہر سے قبل دو رکعت سنت پڑھی بعد میں کتنی پڑھنی ہوگی

ظہر سے قبل چار رکعت سنت پڑھنا شروع کیا، اسی درمیان جماعت شروع ہوگئی دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور جماعت میں شامل ہوگیا، فرض ادا کرنے کے بعد باقی دو رکعت پڑھنی ہوگی یا پھر سے چار رکعت پڑھنی ہوگی۔

الجواب ———— باللّٰہ التوفیق

ظہر کی فرض سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ ایک سلام سے پڑھنا ہے اگر کسی نے دو رکعت پر سلام پھیر کر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا تو فرض کے بعد پھر سے چار رکعت ایک سلام سے پڑھنی ہوگی۔

عن ابي ايوب ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي قبل الظهر اربعا اذا زالت الشمس لايفصل بينهما بتسليم (ابن ماجه ۸۲ باب في الاربع الركعات قبل الظهر)

(وسن) موكدا (اربع قبل الظهر و) اربع قبل (الجمعة و) اربع (بعدها بتسلمية) فلو بتسليمتين لم تنت عن السنة (الدرالمختار على صدر ردالمحتار ۴۵۱/۲) فقط

ظہر کی فرض نماز کے بعد ظہر سے پہلے کی اور بعد کی سنتوں میں ترتیب

ظہر کے وقت سنت پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہوگیا، اب فرض کے بعد پہلے کون سی سنت ادا کی جائے گی؟ ظہر سے پہلے والی چار رکعت یا بعد والی دو رکعت۔

الجواب ———— باللّٰہ التوفیق

اگر کسی وجہ سے ظہر سے پہلے سنت رہ جائے تو ظہر کی فرض نماز کے بعد ادا کی جائے، بہتر یہ ہے کہ بعد کی دو رکعت سنت پہلے پڑھی جائے اور پہلے کی چار رکعت سنت اس کے بعد ادا کی جائے۔ اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو بھی سنت ادا ہوجائے گی۔ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فاتته الاربع قبل الظهر صلاها بعدالركعتين بعدالظهر (ابن ماجه ۸۲) فقط والله تعالىٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 08 مورخہ ۹؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۲؍فروری ۲۰۲۱ء روز سوموار

تاریخی اجتماعات

گذشتہ ۱۴؍فروری کو امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی دعوت پر اردو کے پروفیسران، دانشوران، اردو سے متعلق تحریکوں کے ذمہ دار، صحافی اور اردو دوستوں کی بڑی تعداد پوری ریاست سے المعہد العالی کے ہال میں جمع ہوئی اور اردو کی بقا، ترویج واشاعت اور تحفظ کے موضوع پر مفید مشورے دیے، تحفظ اردو کے لیے ماضی میں امارت شرعیہ کی جدوجہد کو سراہا، اور برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ اردو دوستوں کا اتنا بڑا اجتماع ماضی قریب تو کیا، ماضی بعید میں بھی کبھی منعقد نہیں ہوا۔

اس موقع سے حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے خطبہ صدارت نے حاضرین کو کافی متاثر کیا حضرت صاحب نے اس خطبہ میں نئی تعلیمی پالیسی اور اردو کو درپیش خطرات کے موضوع پر کلیدی اور بصیرت افروز خطاب فرمایا، آپ نے صاف اور دوٹوک لفظوں میں فرمایا کہ آج اردو کو دودھ پینے والے مجنوں کے بجائے خون دینے والے مجنوں کی ضرورت ہے، پروگرام کے اختتام پر تجاویز بھی منظور ہوئیں، جو اسی شمارے میں آپ پڑھیں گے، اجتماع کے شرکاء کا احساس تھا کہ اردو کے نام پر جو تنظیمیں کام کرتی رہی ہیں، وہ اب متحرک نہیں ہیں، جس کی وجہ سے اردو کا مسئلہ عوامی اور حکومتی سطح پر حل نہیں ہو رہا ہے، ایسے میں ضرورت ہے کہ اردو کے تحفظ کے لیے ایک ایسی تنظیم قائم کی جائے جو سڑک سے سدن اور گاؤں سے شہر تک سرگرم عمل ہو، چنانچہ اردو کارواں کے نام سے ایک تنظیم کے قیام کی تجویز منظور ہوئی، جس کے صدر ڈاکٹر اعجاز علی ارشد، نائب صدر صفدر امام قادری، ڈاکٹر مشتاق احمد (دربھنگہ) اور راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) منتخب ہوئے جنرل سکریٹری ڈاکٹر ریحان غنی، سکریٹری جناب انوار الہدیٰ صاحب قرار پائے، اس تنظیم کے لیے دفتر بھی امارت شرعیہ نے فراہم کرا دیا ہے، اردو کارواں کی ایک دوسری میٹنگ میں جس کی صدارت حضرت امیر شریعت نے فرمائی، بہار کے تمام اضلاع سے نمائندگان کا انتخاب عمل میں آیا، اس تحریک کے لیے ایک ''اردو دستہ'' بھی بنایا جائے گا، جس میں نوجوانوں کو خصوصی طور پر جگہ دی جائے گی۔

اس تاریخی اجتماع کے دوسرے دن ۱۵؍فروری کو پٹنہ کے علماء وائمہ کرام کا بھی خصوصی مشاورتی اجتماع ہوا، ائمہ کرام نے اس پروگرام میں خاصی دلچسپی دکھائی اور بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور اردو کے تحفظ کے سلسلے میں مفید مشورے دیئے، اس پروگرام میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے ان تینوں امور کے ہدف کو پانے کے لیے خصوصی ہدایات، مفید مشورے اور طریقہ کار پر بصیرت افروز خطاب فرمایا، اس موقع سے بعض شرکاء کے ائمہ اور علماء کی معاشی اور مالی دشواریوں کے تذکرہ پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ اخلاص کے ساتھ کام کیجئے اللہ کی نصرت آئے گی، کبھی کبھی مال کی فراوانی بھی کام میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے، حضرت نے فرمایا کہ اخلاص کا کوئی مادی رخ نہیں ہے اور جو لوگ اخلاص کو مادیت کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں ان کا زاویہ نظر بگڑا ہوا ہے۔

ان دونوں پروگرام کی رپورٹ اخبارات نے خصوصی طور پر شائع کیا اور پورے ملک میں اس کی بہترین پذیرائی ہوئی، امارت شرعیہ نے ایک تحریک چھیڑی ہے، ضرورت ہے کہ علم دوست اور اردو طبقہ اس تحریک کے دست وبازو بن کر کام کو آگے بڑھائے اور موجودہ ہندوستان میں باعزت باوقار شہری بن کر زندگی گذارنے کے خواب کو حقیقت میں تبدیل کر دے۔

جھارکھنڈ میں بھی اس طرح کے پروگرام کا خاکہ بنایا گیا ہے، وہاں امارت شرعیہ کے قضاۃ حضرات نے دورہ شروع کر دیا ہے، دس روزہ دورہ کے بعد حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم چار روزہ دورہ پر رانچی تشریف لے جائیں گے اور جھارکھنڈ میں مسلمانوں سے متعلق تمام امور بشمول تعلیم کے فروغ اور تحفظ اردو پر تبادلۂ خیال کریں گے، ابھی تیاری چل رہی ہے، تاریخ کا اعلان باقی ہے۔

بہار کے وزرا کی مالی، اخلاقی اور تعلیمی حالت

کابینہ میں توسیع کے بعد اب بہار کے وزرا کی تعداد اکتیس ہوگئی ہے، ان میں سے ترانوے (۹۳) فیصد وزراء کروڑ پتی ہیں، ستائیس (۲۷) وزراء کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی قیمت اوسطاً ۴۔۴۶ کروڑ روپے ہے، جب کہ بہار کے عام لوگوں کی اوسط آمدنی پچاس ہزار سات سو پینتیس (۵۰۷۳۵) روپے سے زیادہ نہیں ہے، محکمہ اعداد وشمار نے فروری ۲۰۲۱ء میں یہ رپورٹ شائع کی ہے، ''ایسوسی ایشن فار ڈیموکریٹک ری فارمس'' نے موجودہ وزراء کے بارے میں جو رپورٹ دی ہے، اس کے مطابق چونسٹھ (۶۴) فیصد وزراء یعنی کل اٹھارہ (۱۸) پر مجرمانہ سرگرمیوں کے مقدمات درج ہیں، جن میں جدیو کے ایک سو ستائیس (۱۲۷) اور بھاجپا کے ستاون (۵۷) فی صد وزراء شامل ہیں، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پچاس (۵۰) فی صد وزراء پر بڑے جرائم میں ملوث ہونے کے مقدمات ہیں۔ ہم، وکاش سیل انسان پارٹی کے سبھی وزراء پر مجرمانہ سرگرمیوں کا الزام ہے۔

اے ڈی اور بہار الیکشن واچ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے، سنجے کمار جھا کے پاس سب سے زیادہ دولت ہے، انہوں نے اپنی دولت کی جو تفصیلات دی ہیں، اس کے مطابق ان کے پاس ۳۷۔۲۲ کروڑ روپے کی مالیت موجود ہے، اس فہرست میں سب سے کم دولت وزیر اقلیتی فلاح جناب محمد زماں خان کے پاس ہے، ان کی مالیت صرف ۴۔۳۰ لاکھ روپے ہے، بیس (۲۰) وزراء نے اپنے اوپر قرض کی تفصیل بھی فراہم کی ہے، جس کے مطابق وہ مقروض ہیں، مکیش سہنی پر ۵۴۔۱؍کروڑ روپے کا قرض ہے۔ اس رپورٹ میں تین وزراء کے دولت کی تفصیلات نہیں فراہم کی گئی ہیں؛ کیونکہ اشوک چودھری اور جنک رام کسی بھی ایوان کے رکن نہیں ہیں، اور رام سورت کمار کی مالیات کی تفصیل غیر واضح ہے۔

وزراء کی تعلیمی حالت کی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں، ان میں ستاون فی صد (۵۷) وزراء نے گریجویٹ یا اس سے اوپر کی تعلیم حاصل کر رکھی ہے، سید شاہ نواز حسین نے الکٹرونک انجینئرنگ میں ڈپلوما کر رکھا ہے، جب کہ انتالیس (۳۹) فی صدی وزراء نے آٹھویں یا دسویں تک تعلیم پائی ہے، ہمارے وزیر تعلیم کی لیاقت بارہویں پاس ہے۔

ان اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وزراء مالی اعتبار سے مضبوط، نیز اخلاقی اور تعلیمی اعتبار سے بہت کمزور ہیں، ایسے میں جو کچھ بھی کام ہوگا وہ نتیش کمار کے دباؤ اور خود وزراء کی کام کرنے کی اپنی صلاحیت پر منحصر ہوگا، روایت یہ رہی ہے کہ سارے اچھے کام وزیر اعلیٰ کے نام جاتے ہیں اور کام نہیں ہو پایا تو کھینچائی وزراء کی ہوتی ہے۔

پروفیسروں کا رقص

کئی سال پہلے مرکزی حکومت نے تعلیمی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ریاستی حکومت کے پاس ایک اعلیٰ سطحی وفد بھیجا تھا، اس موقع سے منعقد پروگرام میں شرکت کی دعوت امارت شرعیہ کو ملی تھی اور اکابر امارت نے نمائندگی کے لیے مجھے وہاں بھیجا تھا، میں نے بڑے سخت انداز میں اداکاری اور رقص کے ذریعہ ہمہ گیر تعلیمی مہم کے طریقۂ تدریس پر تنقید کی تھی، اور بتایا تھا کہ مستقبل میں اس کے اثرات طلبہ واساتذہ پر کیا پڑیں گے، ہمارے نوجوان جو پہلے ہی تقریبات میں رقص کرنے اور کمر مٹکانے کے عادی ہیں، اس طریقۂ تدریس کی وجہ سے ان کی دلچسپی کتابوں سے کم اور رقص وسرور سے زیادہ ہو جائے گی، کیونکہ انسان لہو ولعب کی طرف مائل ہوتا ہے اور شیطان ہر نفس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

اس وقت یہ بات حکومتی سطح پر پسند نہیں کی گئی تھی، لیکن جب راجندر کالج کے پرنسپل پروفیسر پریمندر رنجن سنگھ کے ساتھ بارہ خواتین ومرد حضرات سپنا چودھری کے گانے پر رقص کرنے لگے تو حکومت کی آنکھ کھلی اور گورنر ہاؤس نے اس کا نوٹس لیا، پرو وائس چانسلر نے کارروائی کرتے ہوئے ان تمام پروفیسر صاحبان کو معطل کر دیا ہے، اور پندرہ دن کی مہلت دے کر جواب طلب کیا ہے کہ ان سب کے خلاف محکمہ جاتی کاروائی کیوں نہ کی جائے۔

معاملہ ۳؍دسمبر ۲۰۲۰ء کا ہے، موقع پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرساد کی سالگرہ کا تھا، تقریب کا انعقاد راجندر کالج چھپرہ میں کیا گیا تھا، تقریب کے شرکاء میں جے پی یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے، پروگرام کے آخر حصہ میں سپنا چودھری کا ایک گانا ''انکھیا کا یو کاجل'' کا رکارڈ بجایا جانے لگا، اور پرنسپل سمیت دوسرے پروفیسران جھوم اٹھے یہ معاملہ سوشل میڈیا پر وائرل ہوا، اور کئی دور کی جانچ کے بعد ان پروفیسران کو ڈسپلن شکنی کا مجرم قرار دیا گیا اور معطلی کے ساتھ ایک انکریمنٹ بھی روک دیا گیا ہے۔

راجندر کالج کا یہ واقعہ بتاتا ہے کہ ہمارے پروفیسران کس حد تک جانے کو تیار ہیں، یہ اس دور کے پڑھے ہوئے ہیں، جب تعلیم وتدریس میں سنجیدگی کا جنازہ نہیں اٹھا تھا، اب جب کہ طریقۂ تدریس میں بھی اس کی شمولیت ہوگئی ہے تو آنے والی نسل اور ان کو پڑھانے والے اساتذہ کی اخلاقی حالت کیا ہو جائے گی اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں ہے۔

ابھی وقت نہیں گذرا ہے، اس مسئلے پر ماہرین تعلیم، ہمہ گیر تعلیمی مہم کے افسران وذمہ داران کو انتہائی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ تعلیم جس کا مقصد اعلیٰ اخلاقی اقدار کا فروغ ہے اسے اس قسم کے واقعات سے سخت نقصان پہونچ رہا ہے، اساتذہ ایسی حرکت کریں گے تو طلبہ وطالبات کی بے راہ روی کو کس طرح روکا جا سکے گا۔

تعلیمی اداروں کا کھلنا ضروری

کورونا کی وبا نے کاروبار زندگی کو پوری طرح معطل کر دیا تھا، تعلیمی ادارے بھی اس کی زد میں آئے، پھر مرض کے پھیلاؤ میں کمی آئی، بیماری پر قابو پایا جانے لگا تو دھیرے دھیرے زندگی کی ساری رونقیں لوٹ آئیں، ساری تقریبات اور بازاروں میں لوگ بھرے پڑے ہیں، شادی کی تقریبات بھی دھوم دھڑ کے سے ہو رہی ہے، کہیں پر سوشل ڈسٹینسنگ اور سماجی فاصلہ کی پابندی نہیں کی جا رہی ہے، لیکن تعلیمی ادارے ہیں کے کھلنے کا نام نہیں لے رہے ہیں، پہلے نواں دسواں کو سخت شرائط کے ساتھ کھولنے کی اجازت دی گئی، اب چھٹے درجہ سے اسکول کھولے جا رہے ہیں، سرکاری ضابطے حسب سابق ہیں، ایسے میں طلبہ کا جو تعلیمی نقصان ہوا، اور ہو رہا ہے، اس کی تلافی ممکن نہیں ہے، آن لائن تعلیم صرف فیس وصولنے کی غرض سے ہے، لڑکوں کا اس سے کچھ فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ تعلیمی اداروں میں مدارس اسلامیہ بھی آتے ہیں، ان کے یہاں روز آ جا کر پڑھنے والے کم ہوتے ہیں، اقامتی زیادہ ہوتے ہیں، جن درجات کو کھولا گیا ہے، اس میں بھی اقامت گاہوں کے کھولنے کی اجازت اب تک نہیں ملی ہے، یونیورسٹی کے ہوسٹل میں بھی اسی کو قیام کی اجازت ہے، جو پہلے سے وہاں مقیم ہے، جو گھر سے آ کر قیام کرنا چاہیں ان کے لیے اب بھی ہوسٹل کے دروازے بند ہیں، مدارس اسلامیہ کے لیے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ان کا تعلیمی سال شوال سے شروع ہوتا ہے اور شعبان میں ختم ہوتا ہے، اس لاک ڈاؤن میں پورا تعلیمی سال گذرا جا رہا ہے، اگر اب بھی مدارس نہ کھولے گئے تو آئندہ سال بھی بچوں کا داخلہ لینا دشوار ہوگا کیوں کہ ان کی مالیات اور بجٹ کا بڑا حصہ خیرات وزکوٰۃ سے پورا ہوتا ہے اور مدرسہ بند ہو تو اہل خیر کی توجہ اس طرف نہیں ہوتی ہے، انہیں صرف اتنا یاد رہ جاتا ہے کہ مدرسہ کی دیگر ضروریات کے لیے زکوٰۃ کی رقم نہیں ہے، اور عطیات نکالنے کا مزاج ہمارا اب تک بنا نہیں ہے، اس نقطہ نظر سے بھی سرکاری ضابطوں کی پابندی اور ''دو گز دوری، ماسک ہے ضروری'' کی قید کے ساتھ تمام تعلیمی اداروں اور اقامت گاہوں (ہوسٹلس) کو کھول دینا چاہیے، گارجین اور طلبہ وطالبات کے لیے ضابطہ کے مطابق جتنے فارم کی خانہ پری کرائیں، مگر طلبہ وطالبات کو تعلیمی اداروں میں آنے، پڑھنے اور ٹھہرنے سے نہ روکا جائے یہ ہر اعتبار سے ملک وملت، طلبہ وطالبات اور تعلیمی اداروں کے لیے مفید ہے، ضرورت ہو تو اس مسئلہ پر وزیر تعلیم سے بات بھی کرنی چاہیے۔

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمیؒ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے سب سے بڑے قاضی، المعہد العالی امارت شرعیہ کے نائب صدر، اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی کے بنیادی رکن، مدرسہ اسلامیہ بتیا اور مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی مغربی چمپارن کے صدر، مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا کی مجلس شوریٰ کے رکن، بافیض عالم دین، استاذ الاساتذہ نحو وصرف کے ماہر، بڑے فقیہ، خلوص وللّٰہیت میں ممتاز حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی نے ۵؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۸؍فروری ۲۰۲۱ء نماز مغرب سے تھوڑی دیر قبل اپنے گھر سے مغرب کی نماز کے لیے مسجد جاتے ہوئے راستے میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے داعیٔ اجل کو لبیک کہا، وہ برسوں سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے، ابھی ڈیڑھ ماہ قبل اسپتال سے لوٹے تھے اور معمول کے مطابق کار قضاء انجام دے رہے تھے، وفات کے دن بھی آپ نے پورے دفتری اوقات میں معمول کے مطابق کار قضا کو انجام دیا، عصر کی نماز باجماعت امارت میں ہی پڑھی، گھر تشریف لے گئے اور مغرب کی نماز کے لئے مسجد جاتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کردی اسے کہتے ہیں، ’’طاب حیا وطاب میتا‘‘ کہ اچھی زندگی پائی اور بہترین طور موت کا سامنا کیا، نہ ایک وقت کی نماز قضا ہوئی، نہ بستر پر پڑے کسی کو خدمت کا موقع نہیں دیا، وفات کے دن انہوں نے گھر جانے کے لیے ایک ہفتہ کی چھٹی لی تھی وہ اپنی بڑی بہن اور بڑے بھائی کی عیادت کے لیے گھر جانا چاہ رہے تھے، لیکن اللہ نے ان کو اپنے گھر بلا لیا۔ پس ماندگان میں سیکڑوں شاگردان کے ساتھ ایک بیٹا، دو بیٹی اور اہلیہ کو چھوڑا ان کے ایک داماد ڈاکٹر اشرف صاحب رانچی میں رہتے ہیں، وہ دارالعلوم دیوبند کے میرے درسی ساتھی ہیں۔ جنازہ کی ایک نماز مرکزی دفتر امارت شرعیہ میں ادا کی گئی، جس میں وقت مختصر ہونے کے باوجود پٹنہ اور پھلواری شریف کے مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی، وزیر اعلیٰ، حزب مخالف کے قائد تیجسوی یادو، دیگر سیاسی لیڈروں نے اپنا تعزیتی پیغام بھیجا، اختر الاسلام شاہین ام ایل اے سمستی پور، سابق وزیر عبدالباری صدیقی، شیام رجک، خالد انور ایم ایل سی، ارشاد اللہ صاحب چیرمین سنی وقف بورڈ کانگریس کے اعظمی باری کے علاوہ پٹنہ شہر کے ائمہ علماء، دانشوران اور بہت ساری اہم شخصیات نے پہلی نماز جنازہ میں شرکت کی، مرکزی دفتر میں جنازہ کے نماز کی امامت مفتی امارت شرعیہ مولانا سعید الرحمٰن قاسمی نے کی، دوسری نماز ان کے آبائی گاؤں دھوبنی ساٹھی میں بعد نماز جمعہ ادا کی گئی، پورا علاقہ جنازہ میں شرکت کے لیے امڈ آیا تھا، دور تک سر ہی سر دکھائی دے رہا تھا، یہاں جنازے کی امامت قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے کی، راقم الحروف محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا سہیل احمد ندوی، مولانا عبدالباسط ندوی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا مجیب الرحمان، قاری مجیب الرحمٰن، مولانا شاہنواز، اور مولانا بدر انیس وغیرہ نے یہاں جنازہ اور تدفین میں شرکت کی سعادت پائی، تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی، تدفین کے بعد امارت شرعیہ کا پورا وفد ٹوٹے اور بجھے دل کے ساتھ پٹنہ لوٹ گیا، پورا دفتر اس حادثہ سے مغموم ہے، خود حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم پر اس کا بڑا اثر ہے، اللہ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل قاسمی بن حافظ محمد سعید بن حافظ محمد اسحاق کی ولادت دھوبنی علاقہ ساٹھی موجودہ مغربی چمپارن میں ہوئی، اصل سن ولادت ۱۹۴۲ء اور آدھار کارڈ کے مطابق ۱۷؍مارچ ۱۹۴۷ء ہے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے سرکاری مکتب میں حاصل کی، جسے آج کل پرائمری اسکول کہا جاتا ہے، جب ان کے والد نے قاضی صاحب کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا ارادہ کیا تو چچا مولانا محمد یعقوب صاحب کے حوالہ کردیا، چنانچہ فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں آپ نے انہیں سے پڑھی، ۱۹۵۶ء میں علاقہ کے بافیض مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی مغربی چمپارن میں داخلہ لیا، اس زمانہ میں حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ امیر شریعت سادس وہاں کے صدر مدرس تھے، ان کی پوری توجہ قاضی صاحب کو ملی، اور ان کے زیر سایہ تعلیم وتربیت حاصل کرنے کی وجہ سے ان کی صلاحیت میں نکھار آیا، حضرت قاضی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت امیر شریعت کی سرپرستی اور مہربانی نہ ہوتی تو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا، یہاں سے آپ نے ۱۹۵۹ء میں آگے کی تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور یہاں کے نامور اساتذہ سے کسب فیض کے بعد ۱۹۶۳ء میں دورہ حدیث سے فراغت پائی، پھر ایک سال تخصص کے شعبہ میں لگایا، اور فن ہیئت اور عربی زبان وادب میں دسترس حاصل کی۔

تدریسی زندگی کا آغاز ۲۴؍دسمبر ۱۹۶۴ء کو مدرسہ اسلامیہ آداپور مشرقی چمپارن میں صدر مدرس کی حیثیت سے کیا، ڈیڑھ سال بعد جون ۱۹۶۶ء میں یہاں سے مستعفی ہوکر تجارت شروع کردی، دو سال تک یہی مشغلہ رہا، مگر اللہ کو آپ سے بڑا کام لینا تھا، اس لیے جلد ہی تجارت سے طبیعت اوب گئی، چنانچہ یکم ستمبر ۱۹۶۸ء کو مدرسہ اسلامیہ بتیا میں درس وتدریس سے منسلک ہوگئے اور چودہ سال، اکتوبر ۱۹۸۳ء تک یہیں اپنی فقہی بصیرت اور علمی صلاحیت سے طلبہ کو مستفیض کرتے رہے، بتیا کے زمانہ قیام میں ۲۵؍مارچ ۱۹۷۵ء کو وہاں دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا تو آپ وہاں کے قاضی منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۳ء میں آپ مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا آگئے اور ۱۹۹۴ء تک یہاں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، کار قضاء کی انجام دہی کے لیے ہر پندرہ دن پر بتیا تشریف لے جاتے، کار قضاء میں آپ کی مہارت کو دیکھ کر مرکزی دارالقضاء میں فیصلہ لکھنے کی غرض سے نائب قاضی کی حیثیت سے ۱۵؍جمادی الاخری ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۰؍اکتوبر ۱۹۹۴ء کو آپ کی تقرری عمل میں آئی۔

اس طرح آپ کو حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے ساتھ کام کرنے کا کم وبیش آٹھ سال موقع ملا، مرکزی دارالقضاء آنے کے بعد بھی چند سال تک بتیا دارالقضاء کے کام کو آپ ہی دیکھتے رہے، چھ ماہ ڈھاکہ مشرقی چمپارن کے دارالقضاء میں بھی آپ نے خدمت انجام دی، یکم محرم ۱۴۲۳ھ میں آپ کی ترقی قاضی کے منصب پر ہوگئی، اس کے بعد سے آخری دم تک مرکزی دارالقضاء میں قاضی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ کار قضاء میں آپ کی مہارت کے سبھی قائل تھے، فقہ آپ کا خاص موضوع تھا، نحو وصرف میں آپ کی صلاحیت غیر معمولی تھی۔ قوت تمیزی آپ کی مضبوط تھی، آپ نے اپنی صلاحیت سے امت کو خوب خوب فائدہ پہونچایا، ان کی اصول پسندی اور ضابطہ پر عمل کرنے، کرانے کی غیر معمولی صلاحیت نے دارالقضاء کے اعتبار واعتماد کو باقی رکھنے بلکہ آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا، وہ متواضع، منکسر المزاج، خوش اخلاق، خنداں رو، وقت کے پابند اور حضرت امیر شریعت کی سمع وطاعت کے معاملہ میں مثالی انسان تھے، وہ مظلوموں کو ان کا حق دلانے کے لیے پوری زندگی کوشاں رہے، معاملات کے تصفیے میں وہ کسی سے مرعوب ہونا جانتے ہی نہیں تھے، حضرت صاحب بھی ان کی بات نہیں کاٹتے تھے اور ان کے مشورہ پر خصوصی توجہ رکھتے تھے، وہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز کے عادی تھے، مرض کے علاوہ کبھی اس میں تخلف نہیں ہوتا تھا۔

میری پہلی ملاقات حضرت قاضی صاحب سے بھٹنی اتر پردیش کے ریلوے اسٹیشن پر ہوئی تھی، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں استاذ تھا، اسلامک فقہ اکیڈمی کا سمینار جامعۃ الرشاد میں تھا، ہم دونوں گاڑی کے انتظار میں تھے، میں نے وقت کاٹنے کی غرض سے بات کا سلسلہ شروع کیا تو فرمایا کہ ’’آتا جاتا تو کچھ نہیں ہے، قاضی مجاہد الاسلام کی شفقت ہے کہ وہ اس بے علم انسان کو بلا لیتے ہیں، حکم کی تعمیل میں حاضر ہوجاتا ہوں‘‘ وہ دن اور آج کا دن، ان کی شفقت محبت اور تعلق میں، میں نے کبھی کمی محسوس نہیں کی، ۲۰۰۳ء میں حضرت امیر شریعت سادس کی طلب پر میں بھی نائب ناظم کی حیثیت سے یہاں خدمت انجام دینے لگا، مختلف مسائل پر استفادہ کا موقع بار بار آیا، بعض مسائل ومعاملات میں وہ خود بھی مجھ سے استفسار کرلیا کرتے تھے، خاصیات ابواب پر میری ایک کتاب کوئی تیس سال پہلے چھپی تھی، اب اس کا دوسرا ایدیشن لانا تھا، تو میں نے حضرت قاضی صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس پر نظر نہائی ڈال دیں اور اپنی رائے بھی لکھ دیں، انہوں نے کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے لیے مفید مشورے دیے، بعض خاصیات کے بارے میں کتابوں کے حوالہ دینے کو کہا اور ایک جامع تحریر کتاب کے لیے عنایت فرمائی، ابھی کتاب پریس نہیں جاسکی کہ حضرت قاضی صاحب نے رخصت سفر باندھ لیا، اس کا ملال مجھے زندگی بھر رہے گا کہ میں انہیں کتاب پیش نہیں کرسکا۔

آج امارت شرعیہ میں جو کار قضا کو سنبھال رہے ہیں، ان میں مولانا محمد انظار عالم قاسمی، مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا سہیل اختر وغیرہ کو ان کی شاگردی پر فخر ہے، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم بھی ان کے شاگرد رہے ہیں۔

اتنی بافیض شخصیت کا اس طرح جدا ہونا امارت اور ملت دونوں کا بڑا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے اس نقصان کی تلافی فرمائیں، اس کی دعا کرنی چاہیے۔ اللہ رب العزت حضرت کے درجات بلند کریں اور ان کے سیئات درگذر فرمائیں۔ تمام متعلقین کو ایصال ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام کرنا چاہیے کہ آخرت کے سفر میں سب سے زیادہ ضرورت اسی کی پڑتی ہے، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

تفہیم الہدیٰ

ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ سلمان، سلو بن سید نور الہدیٰ بن لیاقت حسین (ولادت ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۸ء وفات ۱۶؍صفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۲؍جون ۱۹۹۸ء بروز جمعہ) جماعت اسلامی کے فعال اور سرگرم ذمہ دار رہے ہیں، ۱۹۴۶ء سے ۱۹۸۶ء تک بہار میں وہ تحریک اسلامی کے مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے، بعد میں جماعت سے اختلاف کی بنیاد پر ۱۸؍مارچ ۱۹۹۱ء کو اس کی رکنیت سے مستعفی ہوگئے اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر کے نام سے اپنی تحریکی کوششوں کو جاری رکھا، ان تحریکی کوششوں میں ایک درس قرآن بھی تھا۔

انہوں نے کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی تھی، لیکن فراغت وہاں سے نہیں ہوسکی، آگے کی تعلیم مولانا لاڈلے قریشی پٹنہ سٹی سے انہوں نے جاری رکھی اور قرآن وحدیث کے افہام وتفہیم کی صلاحیت وہیں سے پیدا ہوئی، انہوں نے درس قرآن شروع کیا، جو ان کے حلقہ میں کافی مقبول ہوا، ان کے معتقدین نے دروس کے ٹیپ کرنے کا اہتمام کیا۔ سارے دروس ٹیپ نہیں کیے جاسکے، جتنے دروس ٹیپ کی مدد سے نقل کیے جاسکے ان کا ایک مجموعہ تفہیم الہدیٰ کے نام سے میرے سامنے ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی انتیسوں پارے اور سورہ فاتحہ کی تفسیر تفہیم الہدیٰ کے نام سے پہلے چھپ چکی ہے، اس مجموعے میں انیس (۱۹) سورتوں کی مکمل اور سورۃ بقرہ کی چند آیات ورکوع کی تفسیر موجود ہے جس کا تعلق اٹھائیسویں اور انتیسویں پارے سے ہے، ان سورتوں کی تفسیر میں ڈاکٹر سید ضیاء الہدیٰ صاحب نے جو پوری عمر قرآن کریم کے مطالعہ پر لگائی اور اس میں جو بصیرت پیدا کی اس کا عکس جمیل اس تفسیر میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب دراصل قرآن کریم کے مطالعہ کے سلسلہ علامہ اقبال کے اس شعر پر کاربند تھے کہ

تیرے ضمیر پر جب تک ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

قرآن کریم کے مطالعہ کے سلسلے میں وہ کسی خاص جوکھٹے میں اپنے کو قید کرنا پسند نہیں کرتے تھے، اس طرز تفہیم کا مطلب یہ ہے کہ جو بات عقل وشعور میں اس آیت کے ضمن میں سما گئی، وہی اصل ہے، طرف عقل وشعور پر اعتماد سے تفسیر کی جائے اور اکابر کی تفسیروں کا مطالعہ نہ ہو تو تفسیر بالرائے کا دروازہ کھلتا ہے، جس کے نقصانات سے دنیا واقف ہے، اس بات کا اظہار راشد نیر نے اپنے مضمون ڈاکٹر ضیاء الہدیٰ کی فکری بنیاد۔ قرآن میں بھی کیا ہے، لکھتے ہیں:

’’ڈاکٹر صاحب یہ تسلیم کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں تھے کہ غور وفکر اور مطالعہ میں اسلاف کے کھینچے ہوئے خطوط سے انحراف نہیں کیا جاسکتا، ان کا کہنا تھا کہ اسلاف بھی زمانہ اور حالات سے اتنے ہی متاثر ہوئے ہیں، جتنا کہ ہم ہوسکتے ہیں، اس لیے قرآن وسنت پر غور وفکر کے نتیجے میں پہلے سے قائم شدہ مسلمات رد ہوتے ہیں تو رد کردیئے جائیں گے، یہ بات دینی حلقہ میں عمومی طور پر قائم نقطہ نظر کے خلاف تھی۔

ڈاکٹر صاحب قرآنی الفاظ کے معانی تک پہونچنے کے لیے عربی لغات کی بے بضاعتی کا ذکر کرتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ قرآنی الفاظ وآیات کی وسعت اور گیرائی تک پہونچنے میں عربی لغات ساتھ نہیں دے پاتے، اسلئے قرآن کریم کی آیات کی تفسیر آیات ہی سے کرنے اور سمجھنے پر زور دیتے تھے۔ چار سو اڑتالیس صفحات پر مشتمل اس تفسیر کا ’’پیش لفظ‘‘ شاہد انور نے اور ’’ضیاء الہدی کی فکری بنیاد - قرآن‘‘ راشد نیر نے لکھا ہے، ان کے مخصوص تدبر قرآن پر ان کا اپنا مضمون آیات اللہ کے عنوان سے جو ماہنامہ رفیق پٹنہ میں قسط وار شائع ہوا تھا، شامل کتاب ہے، اور بالکل آخر میں مطالعہ قرآن کا نصاب بھی اس مجموعہ میں شامل ہے، گویا کتاب تین ابواب پر منقسم ہے، ایک حصہ میں تفسیر قرآن ہے، دوسرے میں درس قرآن اور تیسرے میں تدبر قرآن۔ طباعت النور پبلیشرز دہلی کی ہے اور دو سو پچاس روپے ہدیہ دے کر النور پبلیشرز سکنڈ فلور B9 /۱۲ ذاکر نگر نئی دہلی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ کتاب کے بعض مندرجات سے اختلافات کے باوجود تفہیم الہدیٰ میں ڈاکٹر صاحب کے قرآن سے شغف اور مطالعہ کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے، اہل علم حضرات کے لیے اس تفسیر کا مطالعہ مفید ہوگا۔

حکایات اہل دل

رضوان احمد ندوی

بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے تذکروں سے ایمان ویقین میں تازگی پیدا ہوتی ہے، دلوں کو اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے، اللہ کی یاد آنے لگتی ہے اور یہ احساس ابھرتا ہے کہ جب وہ اللہ کے ہو گئے تو اللہ رب العزت ان کے لئے کس طرح فضاؤں اور ہواؤں پر حکمرانی بخشی اور کیسے کیسے غیبی اشارے سے ان کی رہنمائی فرمائی۔ تاریخ وسیر کے صفحات میں اس طرح کے بے شمار واقعات درج ہیں، قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں:

حضرت امام ابویوسفؒ کی خوش طبعی:

ایک بار خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام ابو یوسف سے پوچھا کہ عمدہ قسم کے فالودہ اور نوزینہ میں سے آپ کا فیصلہ کس کے حق میں ہوگا، کون سی چیز بہتر ہے، امام ابو یوسف نے فرمایا، امیر المومنین عدالت میں جب تک فریقین حاضر نہ ہوں، میں کوئی فیصلہ کرنے سے معذور ہوں، خلیفہ ہارون رشید نے فالودہ اور نوزینہ دونوں خادم سے منگوا کر امام ابو یوسف کے سامنے رکھوادیں، امام نے دونوں میں سے چکھنا شروع کیا تو دونوں پیالوں میں سے آدھا کھالیا، خلیفہ نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا تو امام ابو یوسف نے کہا کہ امیر المومنین میں نے اب تک اس طرح جم کر لڑنے والے دو حریف نہیں دیکھے کہ جب میں نے ایک کے حق میں رائے قائم کرنا چاہی تو فوراً دوسرے فریق نے اپنی دلیل پیش کردی۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی سخاوت وفیاضی:

قطب عالم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (المتوفی ۵۶۱ھ) بڑے ولی کامل گذرے ہیں، ایک روز آپ وضو کررہے تھے اچانک ایک چڑیا نے ہوا میں اڑتے ہوئے آپ کے لباس میں بیٹ کردی، آپ نے اس کی طرف دیکھا، نظر اٹھاتے ہی وہ چڑیا زمین پر گرگئی، وضو سے فارغ ہو کر لباس سے بیٹ کو دھویا اور جسم سے اتار کر فرمایا کہ اسے لے جاکر فروخت کردو اور اس کی قیمت فقیروں کو خیرات کردو کہ اس کا یہی بدلہ ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ پر جلال الٰہی کا غلبہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نہایت زبردست ولی تھے، آپ اس خیال سے پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے تھے کہ عبادت میں کسل اور گرانی پیدا ہوجائے گی، آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خدا کے حضور اس طرح اپنی عجز وبے چارگی پیش کرتے:

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں کس پاؤں سے آؤں اور کس آنکھ سے قبلہ کی طرف نگاہ کروں؟ اور کس زبان سے تیرے اسرار بیان کروں؟ اور کس صفت کے ساتھ تیرا نام لوں؟ بے سروسامان ہوکر تیری بارگاہ میں آیا ہوں اور بے بسی کے باعث تیرے حضور میں حاضر ہوا ہوں'' اس کے بعد نیت باندھ کر نماز پڑھتے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصریؒ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی تکبیر تحریمہ کے وقت ان کی زبان سے ''اللہ'' نکلا تو ان پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی، بالکل مبہوت سے ہوگئے اور جب زبان سے ''اکبر'' کہا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے گویا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ اور اتباع سنت:

شیخ شرف الدین بوعلی قلندرؒ ساتویں صدی ہجری کے ایک مجذوب ولی تھے، پانی پت کے رہنے والے تھے، ایک بار شیخ کی مونچھیں بڑھ گئیں، مریدوں میں سے کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ آپ سے یہ کہدے کہ حضرت انہیں درست کروالیجئے، چنانچہ ایک دفعہ مولانا ضیاء الدین سنامی جو شریعت کا کوڑا لئے ہاتھ میں پھرتے رہتے تھے، حضرت شیخ کے یہاں تشریف لائے تو آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر قینچی منگوائی اور ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی مونچھوں کو درست کردیا، کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ اپنی داڑھی کو یہ کہہ کر چوما کرتے تھے کہ یہ شریعت کی راہ میں پکڑی گئی ہے۔

قطب الدین بختیار کاکیؒ کی نماز جنازہ:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ راہ تصوف کے امام تھے، ان کے متعلق یہ روایت بہت مشہور ہے کہ انہوں نے اپنی نماز جنازہ پڑھانے والے کے لئے ایک وصیت نامہ اپنی زندگی میں تحریر فرمایا تھا کہ انتقال کے بعد جب وہ کھول کر سنایا گیا تو اس میں تحریر تھا کہ۔ میری نماز جنازہ کی امامت وہ شخص کرے جو ان چار صفات سے متصف ہو۔ (۱) اس کی نماز تہجد عمر بھر نہ چھوٹی ہو، (۲) نماز باجماعت کبھی فوت نہ ہوئی ہو۔ (۳) اپنی بہن، بیٹی بیوی وغیرہ کے سوا کسی اور عورت پر اس کی نظر نہ پڑی ہو۔ (۴) نماز عصر کی سنتیں کبھی نہ چھوٹی ہوں۔

یہ شرائط سن کر لاکھوں افراد کا جم غفیر دم بخود رہ گیا اور کسی میں آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی، کافی انتظار کے بعد ایک شخص آگے بڑھا اور مصلی پر پہونچ کر اعلان کیا، لوگو! صفیں درست کرلو، ان چار شرائط پر میں بحمد اللہ پورا اترتا ہوں اور پھر وہ نماز سے فارغ ہوکر زار وقطار رونے لگے، یا اللہ! آپ نے میرے راز کو افشا کردیا، اس کی مصلحت یقیناً آپ کی مشیت کے تابع ہے جو بسر وچشم تسلیم، لیکن آپ خوب جانتے ہیں کہ میں اس راز کو مرتے دم تک پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا، تاحد نگاہ مجمع میں موجود ہر خاص وعام کی نگاہیں یہ دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کہ اتنی سخت شرطوں کے ساتھ خواجہ بختیار کاکی کی نماز جنازہ کی امامت کرنے والا شخص ہندوستان کے طول وعرض کا حکمراں اور فرماں روا سلطان شمس الدین التمش تھا (الرشاد)

مرزا مظہر جان جاناں کی نازک مزاجی:

ایک سرحدی پٹھان حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے مرید تھے، چونکہ آپ بہت ہی نازک مزاج بزرگ تھے، وہ سرحدی پٹھان کھانا بہت زیادہ کھایا کرتے تھے، سال میں دوبار مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا معمول تھا، ایک بار انہوں نے حضرت مرزا صاحب سے عرض کیا کہ مجھ سے کچھ فرمائش کی جائے تاکہ میں اسے پورا کروں، فرمایا تم سے یہی فرمائش ہے کہ سال میں دوبار آنے کے بجائے صرف ایک بار آیا کرو، وہ ڈر کر کہنے لگا کہ حضرت مجھ سے کیا تکلیف ہوئی ہے، فرمایا اور تو کچھ نہیں، لیکن تمہارے زیادہ کھانے کے تصور سے مجھ کو قبض ہوجایا کرتا ہے اور اس وجہ سے دوبار ہر سال مسہل کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے، تم ایک بار آیا کروگے تو صرف ایک بار مسہل لینے کی ضرورت ہوگی، جسے میں برداشت کرلیا کروں گا۔

مولانا جلال الدین رومیؒ کا احتیاطی پہلو:

حضرت مولانا جلال الدین رومی (۶۰۴-۶۷۰ھ) ایک بڑے مشہور بزرگ گذرے ہیں، ان کی مثنوی کو دنیا کے ادب عالیہ میں ایک منفرد مقام حاصل ہے، تذکرہ نویسیوں نے ان کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ بڑے رقیق القلب واقع ہوئے کسی شخص کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں کرتے تھے، اس کے برعکس اگر اپنی ذات پر انہیں کوئی تکلیف پہونچتی تو حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ ایک بار شدید سردی پڑ رہی تھی، مولانا روم کسی کام سے اپنے خلیفہ حسام الدین چلپی کے مکان پر تشریف لے گئے، رات بہت زیادہ گذر چکی تھی، مولانا جب وہاں پہونچے تو حسام الدین کے گھر کے تمام دروازے بند ہوچکے تھے، اگر مولانا چاہتے تو نصف شب کے بعد بھی اس مکان پر دستک دے کر اہل خانہ کو بیدار کرسکتے تھے اور آپ کا یہ عمل حسام الدین چلپی کے لئے باعث شرف ہوتا، لیکن مولانا روم نے نہ دروازہ کھٹکھٹایا اور نہ کسی کو آواز دی، رات بھر کھلے آسمان کے نیچے کھڑے رہے اور برف گر گر کر سر پر جمتی رہی، صبح حسام الدین کے ایک خادم نے دروازہ کھولا اور مولانا کو اس حالت میں کھڑے دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے وہ بدحواسی کے عالم میں مکان کے اندر گیا اور حسام الدین صاحب کو خبر دی، مولانا روم کے خلیفہ دیوانہ وار ننگے پاؤں بھاگتے ہوئے آئے اور پیر ومرشد کے قدموں پر سر رکھ کر رونے لگے، مولانا نے انہیں اٹھا کر گلے سے لگایا اور بہت دیر تک تسلی دیتے رہے، جب حسام الدین کے آنسو رک گئے تو فرمایا کہ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ تمہاری نیند میں خلل پڑے اور میری وجہ سے دوسرے مکینوں کو زحمت ہو، اس میں ہم سبھوں کے لئے عبرت ہے جو کسی کے آرام وراحت کا خیال کئے بغیر دروازہ کھٹکھٹاتے رہتے ہیں۔

حضرت امیر شریعت رابعؒ ایک بلند نگاہ میر کارواں:

ہمارے مخدوم اور امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے چوتھے امیر شریعت، قطب زماں حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی (المتوفی ۱۹۹۱ء) کی شخصیت عالم اسلام کی ممتاز ترین شخصیتوں میں تھی، اللہ نے علم واخلاص، عزم وقوت ارادی، اصابت رائے، توازن واجتماعیت کی ان کی ذات میں ایسی متعدد خصوصیتیں پیدا فرمادی تھیں جن کا ایک شخص میں اجتماع مشکل سے ہوتا ہے، اس حقیر کو آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، میں ندوۃ العلماء میں زیر تعلیم تھا، غالباً ۱۹۸۶ء کا واقعہ ہے کہ ندوہ کے معتمد تعلیمات حضرت مولانا عبداللہ عباس ندوی یورپ کے بعض ملکوں کے طویل سفر سے واپس ہوئے، چنانچہ طلباء یونین کے صدر بھائی عادل سیوانی نے مولانا ندوی سے روداد سفر سنانے کی درخواست کی، مولانا نے اس کو منظور کرلیا، ان ایام میں حضرت امیر شریعت رابعؒ ندوہ کی کسی میٹنگ میں شرکت کے لئے قیام پذیر تھے، طلبہ نے آپ سے بھی مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی دعوت کی، حضرت نے قبول کیا، چونکہ آپ مولانا ندوی کے قدردان تھے اور ان کے انداز بیان کے مداحوں میں تھے، بہرحال ندوہ کے عباسیہ ہال میں اساتذہ وطلبہ کا ایک بڑا اجتماع ہوا، اوپر سے نیچے تک ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، سامنے اسٹیج پر حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی، حضرت امیر شریعت رابع، مولانا ابوالعرفان ندوی اور مولانا عبداللہ عباس ندویؒ جلوہ افروز تھے، تمہیدی کلمات کے بعد مولانا عبداللہ عباس ندویؒ نے بڑی دلچسپی کے ساتھ سفر کے کوائف وروداد بیان کرنا شروع کیا، جس میں مغربی تہذیب کے روشن وتاریک دونوں رخ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ برطانیہ نے ایک ایسی چھوٹی، چلتی پھرتی مشین ایجاد کی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ متعلقہ شخص کے نمبر پر ہزاروں میل کے فاصلہ پر بیٹھے بات چیت کرسکتے ہیں، یہ ہم طلبہ کے لئے ایک نئی دریافت تھی، خاموشی کے ساتھ بڑی توجہ سے سنتے رہے، اسی اثناء میں نگاہ پھسلتی ہوئی حضرت امیر شریعت پر ٹک گئی، دیکھا کہ ان کے چہرے کا رنگ بدل رہا ہے اور پیشانی پر شکنیں پڑ رہی ہیں، اور ادھر مولانا عبداللہ عباس ندویؒ تھے کہ ایجادات وانکشافات کے موضوع موتی بکھیر رہے تھے، جب انہوں نے کہا کہ ایک ایسی پرنٹ مشین بھی تیار ہوگئی ہے کہ جس سے انگلیوں کے ذریعہ بٹن دبانے پر اسکرین پر مضامین ٹائپ ہوتے جائیں گے پھر اس کو پرنٹ آؤٹ بھی کیا جاسکتا ہے، مزید انہوں نے کہا کہ اس مشین کی اسکرین پر قرآن مجید کی سورتیں اور آیات مکمل نمایاں ہوں گی آپ اس کو دیکھ کر تلاوت بھی کرسکتے ہیں۔

مولانا ابھی اور انکشافات کرنا چاہ رہے تھے کہ حضرت امیر شریعتؒ نے میز پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ آپ کیا فرمارہے ہیں، پھر بلند آواز سے پورے عزم واستقلال کے ساتھ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، مولانا عبداللہ عباس ندویؒ چونک پڑے، سناٹا چھا گیا، ہمارے سب ساتھی حیران وششدر رہ گئے، وہ منظر آج بھی ہمارے دل پر نقش ہے کہ مولانا ندوی اپنی کرسی پر خاموشی سے بیٹھ گئے، حضرت امیر شریعت کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ایسا ہوا تو بندوں کا خالق سے رشتہ کمزور پڑ جائے گا، تعلیم یافتہ اصحاب اپنی ذہانت پر اعتماد کرنے کے بجائے کمپیوٹر کی مصنوعی ذہانت کو لائق اعتبار سمجھیں گے، پھر وہ دور علمی انحطاط وزوال کا دور ہوگا، اب ذرا تنہائی میں غور کیجئے حضرت امیر شریعت نے ۳۷ سال پہلے مستقبل کے جن خدشات کو اپنی ایمانی بصیرت، بلکہ نور بصیرت سے بھانپ لیا تھا، کیا آج وہ ہماری نظروں کے سامنے نہیں ہے؟ کیا جوان اور کیا بوڑھے، اوراق قرآن کو چھونے کی برکت سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

ہفتہ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو- انقلاب آفریں قدم

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے حضرت امیر شریعت مفکر اسلام محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق یکم تا ۷؍فروری ۲۰۲۱ء ''ہفتہ ترغیب تعلیم وتحفظ اردو'' کے نام سے بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، عصری تعلیمی اداروں کے قیام اور تحفظ اردو کے سلسلے میں عوامی بیداری لانے کی غرض سے بہار کے پینتیس (۳۵) اضلاع میں خصوصی مشاورتی اجتماع کا انعقاد کیا، مظفر پور میں پہلے پروگرام ہو چکا تھا، جب کہ گوپال گنج اور بکسر میں بعض وجوہ سے یہ پروگرام منعقد نہیں ہو سکا، گوپال گنج کے لوگ سیوان کے پروگرام میں شریک ہوئے۔ چنانچہ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی صاحب نے دربھنگہ، مدھوبنی، پٹنہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے مونگیر، شیخ پورہ، جموئی، لکھی سرائے اور کھگڑیا، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے مشرقی چمپارن اور شیوہر، مولانا احمد حسین قاسمی صاحب نے بھوج پور، کیمور، رہتاس اور ارول، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے پورنیہ کٹیہار، کشن گنج، ارریہ اور مغربی چمپارن، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب اور مولانا ابوالکلام شمسی صاحب نے سہرسہ، سوپول اور مدھے پورہ، مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نے بھاگلپور، بانکا، مولانا مفتی انظار احمد قاسمی صاحب نے بیگوسرائے، ویشالی اور سیوان، مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نے چھپرہ اور نالندہ، مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے سمستی پور، اورنگ آباد، گیا اور سیوان، شمیم اکرم رحمانی صاحب نے سمستی پور، سہرسہ، سوپول اور مدھے پورہ، مولانا قمر انیس قاسمی نے نالندہ، گیا، جہان آباد، ویشالی اور اورنگ آباد، مولانا عبداللہ انس نے گیا، اورنگ آباد اور ارول اور راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) نے سیتامڑھی اور نوادہ کے اجلاس سے خطاب کیا۔ کارکنان میں سے مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا منت اللہ حیدری نے بھی مختلف جگہوں پر مشاورتی اجتماعات میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

مرکزی دفتر امارت شرعیہ سے جن مبلغین نے پروگرام کی ترتیب میں اہم کردار ادا کیا، ان میں مولانا عمر فاروق قاسمی، مولانا رضوان عالم مظاہری، مولانا محمد عباس مظاہری، مولانا عمید الزماں ندوی، مولانا مجاہد الاسلام، مولانا منہاج ندوی، مولانا صابر حسین قاسمی، مولانا عبد القادر قاسمی، مولانا محمد قاسم، مولانا منعام الدین، مولانا ظہیر الحسن رحمانی، مولانا صلاح الدین، مولانا عمیر، مولانا جمیل اختر، مولانا شعیب عالم قاسمی، مولانا شاہد اقبال، مولانا پرویز، مولانا رئیس اعظم، مولانا محبوب رحمانی ندوی، مولانا سراج الدین، مولانا نوشاد احمد مظاہری، مولانا زین الحق، مولانا ابوذر مفتاحی، مولانا فیروز، مولانا وسیم مظاہری، مولانا عبد الحق، مولانا عبد التواب، مولانا منظر احسن مظاہری کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اس موقع سے مولانا محمد شبلی قاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کی مرتبہ کتاب ''نظام تعلیم کے رہنما اصول'' بھی تقسیم کی گئی۔ ان اضلاع میں ان تینوں موضوعات پر کام کرنے کے لیے کمیٹیوں کی تشکیل دی گئی، اور ان کے کنوینر اور نائب کنوینر مقرر کیے گئے۔

مرکزی دفتر امارت شرعیہ کے نمائندگان نے ان خصوصی اجتماعات میں بڑی پُر اثر اور پُر مغز تقریریں کیں اور لوگوں کو ان تینوں کاموں کے لیے عملی قوت کے ساتھ شرکت پر ابھارا، اس موقع سے ان تینوں موضوعات پر ذمہ داران اور خدام امارت شرعیہ نے جو تقریریں کیں ان کو تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

۱۔ بنیادی دینی تعلیم کا فروغ: نسل نو کے دین وایمان کی حفاظت اور ملک میں باوقار زندگی گذارنے کے لیے تعلیم کو مشن بنانا ضروری ہے، ہر چھوٹی بڑی آبادی میں مکتب کا خود کفیل نظام قائم کیا جائے، تاکہ ہمارے بچے دین کے سانچے میں ڈھل سکیں، کم عمری میں ان کے دل ودماغ پر توحید ورسالت کے پاکیزہ کلمات نقش کر دیے جائیں، ورنہ بے دینی کے اس سیلاب میں موجود اور آنے والی نسل کے ایمان کی بقا مشکل ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر مسجد کو دینی تعلیم کا مرکز بنایا جائے، امام ومؤذن کو اس تحریک سے جوڑا جائے اور ضرورت ہو تو ان کے اکرامیہ (تنخواہ، وظائف) میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اس نظام کو مضبوطی کے ساتھ آگے بڑھا سکیں۔ مقررین نے اس موقع سے نئی تعلیمی پالیسی سے متعلق امکانات وخدشات کے اپنے جائزہ کو بھی پیش کیا اور بتایا کہ اس وقت ملک میں اقتدار پر قابض لوگ چاہتے کہ ایک خاص مذہب وعقیدہ کے رسم ورواج، عقائد وخیالات کو پورے ملک پر تھوپیں، اس یلغار سے بچنے اور نئی نسل کو بچانے کے لیے ہمیں اپنے نظام تعلیم کو مضبوط کرنا ہوگا اور تمام لوگوں کو اپنے نظریات وخیالات اور عقائد وافکار کی حفاظت کے لئے آگے آنا ہوگا، نئی تعلیمی پالیسی کے راستے جو فکری، مذہبی گمراہی آنے والی ہے اس کے سد باب کا بس یہی ایک طریقہ ہے۔ اور ہم سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ تعلیم ترقی کی شاہ کلید (Master Key) ہے۔

عصری تعلیمی اداروں کے قیام پر گفتگو کرتے ہوئے حضرات علماء کرام اور دانشوران نے اس بات پر زور دیا کہ اس ملک میں با عزت شہری بن کر زندگی گذارنے کے لیے عصری تعلیمی اداروں کے قیام کی سخت ضرورت ہے، یہ ادارے بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ اسلامی ماحول فراہم کرنے کی ذمہ داری بھی اپنے سر لیں، ایسے مسلمان جن کو اللہ رب العزت نے مال ودولت سے نوازا ہے، وہ اپنی دولت کو قوم کی ترقی کے لیے لگائیں اور ایسے معیاری تعلیمی ادارے قائم کریں، جن میں پڑھ کر قوم کے بچے تعلیم وٹکنالوجی کے میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑ سکیں، عیسائی اس ملک میں ڈیڑھ سے دو فی صد ہیں، لیکن عصری تعلیم کے میدان میں ان کی خدمات کو محسوس کیا جاتا ہے، ہم ان سے بیس (۲۰) فی صد زیادہ ہونے کے باوجود ان کے قائم کردہ اداروں کے محتاج ہیں، یہ ہمارے لیے باعث ننگ وعار ہے کہ بچے ہم پیدا کریں اور تعلیم دوسرے مذہب کے تعلیمی اداروں میں دلائیں، یہ عمل ایک زندہ اور باغیرت قوم کے شایان شان بالکل نہیں ہے، اس لیے امارت شرعیہ چاہتی ہے کہ مسلمان آگے آئیں اور عصری تعلیم کے معیاری ادارے قائم کریں، اپنی آبادی کی تعلیمی ضرورت پوری کرنے کے لیے ایک معیاری اسکول کے قیام کی شکلیں بنائیں، اعلیٰ تعلیم کے لیے کوچنگ کے نظام سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے کوچنگ قائم کرکے سستی تعلیم فراہم کرائیں، تعلیم کو تجارت نہ بنائیں، یہ ایک مقدس کام ہے، اس لیے کوشش کریں کہ طلبہ پر مالیات کا زیادہ بوجھ نہ پڑے، ادارے کی ضرورت بھی پوری ہو اور طلبہ بھی فیس ادا کر سکیں، ورنہ غریب بچے اعلیٰ تعلیم سے محروم ہو جائیں گے، دنیا میں سر بلند رہنے اور اقوام عالم کی قیادت کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان عصری علوم وفنون میں آگے بڑھیں اس کا حل یہ ہے کہ مقامی آبادی کے تعاون سے اسکول کالج اور تکنیکی ادارے قائم کیے جائیں۔

۳۔ تیسرا موضوع اردو کی بقاء، ترویج واشاعت اور تحفظ سے متعلق تھا، اس موضوع پر گفتگو کرے ہوئے علماء اور دانشوروں نے کہا کہ اردو صرف ایک زبان نہیں، تہذیب ہے، ثقافت ہے، ہمارا بڑا دینی سرمایہ اس زبان میں محفوظ ہے، ملک کی آزادی میں اس زبان کا اہم رول رہا ہے، اس نے ملک کو انقلاب زندہ باد جیسا نعرہ دیا ہے، آج اس زبان کا وجود خطرے میں ہے، آج بڑے پیمانے پر اس کو ختم کرنے کی سازش ہو رہی ہیں۔ اس لیے اپنے گھروں میں اردو کو زندہ کریں، روزمرہ کی بول چال میں اس کا استعمال کریں، اردو اخبار اور ماہانہ رسائل خرید کر پڑھیں، اپنی تقریبات کے دعوت نامے اردو میں جاری کریں، دوکانوں اور مکانوں پر آویزاں کرنے والی تختیاں بھی اردو زبان میں ہوں۔ سرکاری سطح پر اردو کے مسائل حل کرنے کے لئے جب بھی آواز لگائی جائے پوری طرح سے مستعد ہو کر اس تحریک کا حصہ بنیں، اسکول انتظامیہ کو اردو کی تعلیم کے نظم پر متوجہ کریں، سرکاری دفاتر میں اردو زبان میں درخواست دینے کا حوصلہ پیدا کریں، جن دفاتر میں اردو میں لکھی ہوئی درخواستیں قبول نہ کی جائیں ان کے خلاف متحدہ آواز اٹھائیں، یاد رکھئے زبانیں سرکاری مراعات سے نہیں بولنے لکھنے، پڑھنے پڑھانے سے محفوظ ہوتی ہیں اور یہ سارے کام ہمارے بس میں ہیں ہمیں چاہیے کہ عوامی سطح پر اردو کے استعمال کو عام کریں، باتھ روم کے بجائے غسل خانہ، کلاس کے بجائے درجہ، لیٹرنگ کے بجائے بیت الخلاء، ٹیچر کے بجائے استاذ، اسٹوڈنٹ کے بجائے طالب علم وغیرہ کا استعمال کریں اردو گھروں میں زندہ ہو جائے گی، آج صورت حال یہ ہے کہ ہم اردو کی لڑائی اپنے گھروں میں ہی ہار گئے ہیں، ہمیں اس ہار کو جیت میں بدلنے کے لیے اقدام کرنے چاہیے۔

تینوں موضوعات کو سمیٹتے ہوئے مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ یہ ہفتہ جو منایا جا رہا ہے یہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی امیر شریعت کی مفکرانہ بصیرت کا کمال ہے کہ انہوں نے ملت کو دنیا وآخرت کی کامیابی کے لیے ان راہوں کی طرف متوجہ کیا اور پورے بہار میں ان تینوں موضوعات پر ایسی بیداری پیدا کی کہ اب یہ ہفتہ نہیں ایک تحریک ہے، پوری ریاست میں جس طرح اس مہم سے لوگ جڑے اور جس طرح اس مہم کو کامیاب کرنے کے لیے اپنی حصہ داری کا یقین دلایا، اس کی مثال تاریخ میں کم ملتی ہے۔ اب یہ تحریک شروع ہو گئی ہے اور ہمارے عزائم میں یہ بات شامل ہے کہ اب ہم منزل پر ہی جا کر دم لیں گے، لیکن تحریکوں سے اسی وقت مفید نتائج برآمد ہوتے ہیں، جب وہ منظم ہوں اور تحریک سے جڑے لوگوں میں اطلاعات، رابطہ اور تعاون کا مزاج باقی رہے، بغیر اطلاع، سروے کے ہم کوئی منصوبہ نہیں بنا سکتے، آپس میں رابطہ نہ ہو تو کوششوں کا رخ انفرادی ہو جاتا ہے، اطلاع اور رابطہ کے باوجود ایک دوسرے کے تعاون کا جذبہ نہ ہو تو تحریک آگے نہیں بڑھ سکتی، اس لیے تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے ان تینوں امور کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے، یہی کامیابی کی دلیل ہے۔ اس تحریک کو مؤثر بنانے اور عملی طور پر جدوجہد کے لیے بیش تر اضلاع میں ضلعی کمیٹی کی تشکیل کی گئی اور ان کاموں کے لیے صدر، سکریٹری، کنوینر نائب کنوینر کا انتخاب عمل میں آیا ہے، جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

ضلع	صدر/کنوینر/نائب صدر	سکریٹری/نائب سکریٹری
پورنیہ	مفتی معیز الدین قاسمی	مفتی خالد حبیب صاحب
بھاگل پور	محمد حبیب مرشد خان	پروفیسر شاہد رضا جمال رومی
کھگڑیا	مولانا ارشد قاسمی صاحب	ماسٹر عبد الغنی صاحب، ماسٹر شاہد صاحب (نائب)
بھوج پور، وبکسر	محمد اقبال ہاشمی، محمد جاوید اقبال ایڈوکیٹ (نائب)	ڈاکٹر محمد انور، محمد پرویز عالم صدیقی (نائب)
نالندہ	انصار احمد رضوی	جناب معین دیسوی
کٹیہار	الحاج زین العابدین صاحب	جناب محمد ذاکر حسین صاحب
بانکا	انس اشرفی	مولانا کھیا عرفان قیصر قاسمی
بیگوسرائے	مفتی خالد حسین نیموی (کنوینر) مولانا شبیر انور قاسمی (نائب)	
دربھنگہ	پروفیسر شاکر خلیق	مفتی نظر الباری صاحب
مشرقی چمپارن	مولانا محمد سجاد قاسمی صاحب	مولانا منصور عالم قاسمی
کشن گنج	ماسٹر محمد منصور عالم رحمانی	جناب محمد مسلم صاحب
لکھی سرائے	ڈاکٹر محمد نواب اقبال	مولانا ابوذر قاسمی صاحب
گیا	مولانا عبید اللہ صاحب	مولانا فاروق صاحب
کیمور (بھبھوا)	جناب اشتیاق صاحب (سرپرست) مولانا آفتاب (نائب)	مولانا رئیس الاحرار (کنوینر) مولانا مجاہد حسین مفتاحی (نائب)
شیوہر	محمد فخر الحسن صاحب (صدر) محمد اعظم کھورٹھہ (کنوینر) محمد نسیم پرسونی (نائب صدر)	محمد آفتاب عالم سوگیا مولانا محمد شمعون بسیہیا شیخ (نائب)
ارریہ	الحاج اکرام الحق صاحب	مفتی حسین احمد ہمدم
سہرسہ	ڈاکٹر ابوالکلام صاحب (کنوینر) مولانا ممتاز صاحب (نائب صدر)	
جموئی	ماسٹر نثار احمد (کنوینر) قاضی نعمان (نائب)	
اورنگ آباد	مولانا اختر قاسمی صاحب	جناب سید دائم صاحب
روہتاس	مولانا طیب (کنوینر) ماسٹر رفیع اللہ (نائب)	محمد کلیم خان
سوپول	حافظ عبد الرشید رحمانی (کنوینر) محمد جمال الدین (نائب)	
شیخ پورہ	مولانا ابوالکلام (کنوینر) معظم علی وارث (نائب)	
ارول	محمد شکیل صاحب (صدر) مولانا منت اللہ قاسمی (کنوینر) انجینئر رضوان (نائب)	سمیع اللہ قاسمی صاحب (سکریٹری)
ویشالی	ماسٹر عظیم الدین	محمد انتخاب صاحب
مدھے پورہ	محمد اسلم صاحب (کنوینر) مولانا نور اللہ ندوی (نائب) مفتی فیاض صاحب (نائب)	
مونگیر	پروفیسر شبیر حسن صاحب	مولانا مشیر الدین صاحب
سیوان	ڈاکٹر احتشام صاحب	حافظ زبیر عالم صاحب
سارن چھپرہ	محمد سلیم پرویز صاحب	قاری آفتاب صاحب
نوادہ	قاری شعیب احمد (کنوینر) قاری شہادت (نائب) قاضی مقصود احمد (نائب) پروفیسر عتیق صاحب (نائب)	پروفیسر الیاس، قاری شوکت مظاہری شکیل احمد صاحب مولانا نوشاد زبیر قاسمی
جہان آباد	محمد شکیل صاحب (صدر)	مولانا سمیع اللہ قاسمی
مغربی چمپارن	مولانا نیاز عالم قاسمی	ایڈوکیٹ ذاکر بلیغ

آرہ، مدھوبنی، گوپال گنج، سمستی پور میں ابھی کنوینر، نائب کنوینر، صدر اور سکریٹری کا انتخاب عمل میں نہیں آیا ہے، ان اضلاع میں سے کئی میں بلاک سطح کی کمیٹیاں بن گئی ہیں، بلاک کے منتخب اور کنوینر حضرات ضلعی ذمہ داروں کا انتخاب کریں گے۔ تفصیلات آتے ہی عام کیا جائے گا۔

بہار میں اردو کے مسائل

محمد عادل فریدی

دنیا کی ہر زبان کا اس کے بولنے والوں کے ساتھ ایک جذباتی لگاؤ ہوتا ہے اور اپنی زبان کے تئیں ان کی حساسیت انتہائی درجے کی ہوتی ہے۔ لیکن اردو کا معاملہ دیگر ہے، حکومت وقت کی ناانصافیوں سے پرے اس زبان کو اپنوں کی بے اعتنائیوں نے بھی کم مجروح نہیں کیا ہے۔ حکومت کی بے توجہی اور بے انصافی تو طشت از بام ہے، خواہ ریاستی حکومت ہو یا مرکزی سب نے اپنی جانب سے اس کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ اب تو مرکزی حکومت کی طرف سے نئی تعلیمی پالیسی آگئی ہے، جس میں اردو کو دیش نکالا دینے کی پوری پوری منصوبہ بندی کر لی گئی ہے، بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ درجہ صرف کاغذ پر ہی ہے، حکومت کے کسی عمل سے تو ایسا نہیں لگتا ہے کہ دوسری زبان کا درجہ اردو کو ریاست میں حاصل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کئی تحریکوں کے زیر اثر اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے تو دیا گیا لیکن نہ تو کبھی یہ درجہ حکومت کے گلے سے نیچے اترا اور نہ ہی افسر شاہی نے اسکو دل سے قبول کیا۔ ذیل میں چند مثالیں صرف بہار کے تعلق سے پیش کی جارہی ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ کس طرح اردو کو ریاست میں مشق ستم بنانے کا دوطرفہ سلسلہ جاری ہے۔

اسکولوں کے نصاب سے اردو کی لازمیت ختم کرنے کا معاملہ

بہار میں محکمہ تعلیم کی جانب سے اردو کے بارے میں جو نیا سرکولر جاری ہوا ہے اس میں ریاست کی دوسری سرکاری زبان کو جڑ سے کاٹنے کی سازش کی گئی ہے۔ محکمہ تعلیم نے صوبہ کی دوسری سرکاری زبان اردو کو علاقائی زبانوں کی فہرست میں رکھا ہے، اسکولوں کے نصاب سے اردو کی لازمی مضمون کی حیثیت ختم کردی گئی ہے۔ اب اردو اختیاری مضمون کا حصہ ہے، اختیاری مضمون کا مطلب یہ ہوا کہ طلبہ کی مرضی ہے؛ اردو پڑھیں یا نہ پڑھیں،، اب جب لازمی مضمون کی حیثیت سے اردو کو ہٹادیا گیا ہے اور اختیاری مضمون میں شامل کردیا گیا ہے، تو ایسے میں اختیاری مضمون سے اردو پڑھنے والے طلبہ ویسے بھی دھیرے دھیرے کم ہوجائیں گے اور اسی طرح دھیرے دھیرے تمام اسکولوں میں اردو ٹیچروں کی بحالی کا راستہ خود بہ خود بند ہوجائے گا۔ خاص بات یہ ہے کہ ریاستی حکومت نے تمام اسکولوں میں اردو کے ٹیچرس کو بحال کرنے کا اعلان کیا تھا اور کہا تھا کہ ہر اسکول میں اردو ٹیچر بحال ہوں گے، تاکہ اردو اور غیر اردوداں بچوں کو وہ اردو پڑھا سکیں، لیکن محکمہ تعلیم نے وزیراعلیٰ کے اعلان کی دھجیاں اڑاتے ہوئے یہ فرمان جاری کردیا کہ چالیس بچوں پر ہی اب اردو کے ٹیچر بحال ہوں گے، محکمہ تعلیم کی اس جانبدارانہ پالیسی کی چوطرفہ مذمت ہورہی ہے۔

محکمہ تعلیم کا نوٹیفکیشن

محکمہ تعلیم کے ذریعہ جاری کردہ نوٹیفکیشن ۷۹۹؍کے ذریعہ مادری زبان کی حیثیت سے بہار کے سکنڈری وہائر سکنڈری اسکولوں میں اردو کی لازمیت کو ختم کردینے کے بعد ۲۸/ اگست ۲۰۲۰ء کو ہی محکمہ تعلیم نے اسی ضمن میں ایک اور نوٹیفکیشن ۱۱۵۵؍جاری کیا جس میں اردو کی لازمیت برقرار رکھنے کی کوئی بات نہیں کی گئی البتہ اردو کی تعلیم کے لئے اسکولوں میں چالیس بچوں کی قید لگادی گئی۔ اس کا سیدھا سا مطلب ہے کہ اگر اُنتالیس بچے اردو والے ہوں گے تو بھی انہیں اردو نہیں پڑھائی جائے گی۔ نئے معیار کے مطابق (5+1) کے مطابق چھ میں سے پانچ مضامین (Subjects) میں اساتذہ کی بحالی میں طلبہ کی گنتی کی کوئی قید نہیں ہے، لیکن بہار کی دوسری سرکاری زبان اردو کے سلسلے میں اساتذہ کی بحالی کے لئے چالیس طلبہ کے ساتھ مشروط کرنا اردو کے ساتھ کھلی ناانصافی اور اس کو ختم کرنے کی سازش ہے۔

اردو مترجمین کی بحالی کا معاملہ

۲۰۱۸ء میں بہار حکومت نے اعلان کیا کہ بلاک سے لے کر گورنر ہاؤس تک سبھی سرکاری محکموں میں اردو زبان کا سیل ہوگا، اس کے لیے کابینہ کی میٹنگ میں اردو مترجمین کے مختلف عہدوں کے لیے ۱۷۶۵؍عہدے منظور ہوئے، اور سبھی بلاکوں، سب ڈویزن اور ضلع کی سطح کے سرکاری آفسوں میں جہاں اب تک اردو کا سیل قائم نہیں ہے وہاں اردو کا سیل قائم کرنے کی منظوری دی گئی۔ ۲۰۱۹ء میں حکومت نے ۱۲۰۴؍معاون اردو مترجم، ۴۰۴؍اردو مترجم، ۱۱۹؍سینئر اردو مترجم اور ۳۸؍ٹرانسلیشن آفیسرز کی بحالی کے لیے اشتہارات نکالے، فارم بھرایا گیا، کئی مراحل میں امتحانات کی تاریخیں طے ہوئیں اور ملتوی ہوتی رہیں، ابھی تازہ صورت حال یہ ہے کہ سینئر اردو مترجم، ٹرانسلیشن آفیسرز اور اردو مترجم کے عہدے کے لیے امتحانات حال ہی میں منعقد ہوئے ہیں، ریزلٹ نہیں آیا ہے، جبکہ معاون مترجم کے عہدے کے لیے اب تک امتحان بھی نہیں ہوا ہے۔

اردو اساتذہ کی بحالی کا معاملہ

بہار حکومت نے ۲۰۱۳ء میں ۲۷۰۰۰؍ہزار اردو کے خالی عہدوں کے لیے خصوصی اردو اساتذہ اہلیتی امتحان کا انعقاد کروایا تھا، جس میں پہلی مرتبہ صرف ۵۳۱۰؍امیدواروں نے کامیابی حاصل کی تھی، بہار اگزامنیشن بورڈ کی لاپرواہی کے سبب کئی بار ریزلٹ شائع ہوا۔ آخری ریزلٹ کے مطابق صرف ۱۶۸۸۱؍امیدوار اہل قرار پائے، جبکہ تقریباً بارہ ہزار کامیاب امیدواروں کو بورڈ کی غلطیوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا، ہزار کوشش اور تگ ودو کے بعد ۲۰۱۵ء میں پرانے شرائط کے ساتھ بحالی کا نوٹیفکیشن جاری ہوا، لیکن سات سال گزرنے کے بعد بھی اب تک پوری بحالی نہیں ہوسکی ہے۔ بارہ ہزار سے زائد امیدوار ابھی بھی بحالی کی آس لیے ہوئے در در کی ٹھوکر کھارہے ہیں۔ پورے بہار کے روسٹر (عہدوں کی فہرست) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روسٹر غیر متوازن ہے حتی کہ ریزرویشن کی آڑ میں مسلم اکثریتی علاقوں میں زیادہ سیٹیں ایس سی، ایس ٹی کی کیٹگری میں شامل کردی گئیں، جس سے ۲۷۰۰۰؍ہزار خالی عہدہ ہونے کے باوجود صرف ۱۶۸۸۱؍امیدواروں کے لیے سیٹیں کم پڑ گئیں، شمالی مشرقی بہار کا مسلم اکثریتی اضلاع کٹیہار، پورنیہ، اررریہ اور کشن گنج میں اکثریت اردو آبادی کی ہے، اس لیے یہاں امیدواروں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، لیکن ان اضلاع میں امیدوراوں کے تناسب سے سیٹیں ہی نہیں تھیں، یعنی امیدوار ہے تو سیٹ نہیں، سیٹ ہے تو امیدوار نہیں۔ غور طلب ہے کہ بہار میں ۷۳؍ہزار پرائمری اور مڈل اسکول ہیں جبکہ انٹر اور سیکنڈری اسکولوں کی تعداد قریب چار ہزار ہے۔ حکومت نے سبھی اسکولوں میں ایک ایک اردو ٹیچر کو بحال کرنے کا فیصلہ کیا تھا، لیکن اب تک پچاس فیصدی سیٹوں پر بھی بحالی نہیں ہوسکی ہے، اعداد وشمار پر غور کریں تو قریب ۷۷؍ہزار اسکولوں میں ۷۷؍ہزار اردو کے اساتذہ کی بحالی ہونی چاہئے، جبکہ موجودہ حکومت ۲۰۰۵ء سے لیکر اب تک محض تیس ہزار اساتذہ کی بحالی کرسکی ہے۔

اردو میڈیم اسکولوں کے مسائل

اردو میڈیم اسکولوں کو بھی بہت سے مسائل کا سامنا ہے، اکثر اسکولوں کو اساتذہ کی کمی کا سامنا ہے، زیادہ تر اسکول ایسے ہیں جن میں برسوں سے سیٹیں خالی پڑی ہیں اور کوئی بحالی نہیں ہورہی ہے، اردو اسکولوں میں بحالی کی شرائط اس قدر سخت ہیں کہ اہل امیدوار ہی نہیں مل پاتے۔ اس وقت پورے ملک میں ۲۸۲۷۶؍اردو میڈیم کے اسکول ہیں، جن میں سے ۱۶۳۸۲؍اردو میڈیم کے اسکول سرکاری ہیں۔ بہار کی بات کریں تو یہاں اردو اسکولوں کی کل تعداد ۳۶۲۴؍ہے، جس میں سے ۲۵۹۷اسکول سرکاری ہیں۔ اساتذہ کی کمی کے علاوہ سرکاری اردو میڈیم اسکولوں میں ایک بڑا مسئلہ اردو میں کتابوں کی دستیابی کا ہے، این سی آر ٹی اور ایس سی آر ٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اردو میڈیم اسکولوں میں تمام مضامین کی کتابیں اردو میں شائع کرکے وقت پر پہونچائے، مگر نہ تو صحیح تعداد میں کتابیں چھپتی ہیں، اور اگر چھپ بھی جاتی ہیں تو وقت پر اسکول پہونچ نہیں پاتیں، وقت کے بعد پہونچتی ہیں اور اسٹور روم میں سڑ جاتی ہیں، طلبہ کو نہیں دی جاتیں، اور اگر بادل ناخواستہ طلبہ تک کتابیں پہونچ بھی گئیں تو ان کو پڑھانے والے اساتذہ میسر نہیں، اردو میڈیم کے اسکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ خود ہندی یا انگریزی میڈیم سے پڑھے ہوئے ہوتے ہیں، نہ انہیں اردو میں ریاضی کے اصطلاحات کا علم، نہ سائنس کے، اس لیے وہ عافیت اسی میں محسوس کرتے ہیں کہ ہندی یا انگریزی میں ہی پڑھایا جائے۔ اردو میڈیم کے کتنے اساتذہ ایسے ہوں گے جن کو ذو اضعاف اقل، زاویہ متساوی الساقین، زاویہ قائمہ یا عاد اعظم مشترک جیسے ریاضی کے مبادیات کا علم ہوگا اور وہ اس زبان میں طلبہ کو ریاضی پڑھا سکتے ہوں گے۔ اسوقت صورت حال یہ ہے کہ تقریباً بہار کے تقریباً سو فیصد سرکاری اردو میڈیم اسکولوں میں ہندی میڈیم میں تعلیم ہورہی ہے۔

پرائمری اسکولوں کو ضم کرنے کا معاملہ

۲۰۱۷۔۲۰۱۸ء میں یو ڈائز (Unified District Information System for Education (U-DISE)) نے اسکولوں کے سلسلہ میں اپنی رپورٹ میں بتایا کہ بہار میں 1140 پرائمری اسکول ایسے ہیں جہاں طلبہ کی تعداد چالیس سے کم ہے۔ ان میں سے ۱۳؍اسکول تو ایسے ہیں جہاں ایک بھی داخلہ نہیں ہے، ۱۷؍اسکولوں میں بیس سے کم داخلے ہیں، متعینہ معیار یعنی چالیس سے کم داخلہ والے پرائمری اسکولوں کی تعداد ۱۱۴۰؍ہے۔ اس کے علاوہ ۱۷۷۳؍سرکاری پرائمری اسکول ایسے ہیں جن کے پاس اپنی عمارت نہیں ہے؛ ان میں سے ۹۰؍اسکول تو صرف پٹنہ میں ہیں۔ حکومت نے ایسے سبھی اسکولوں کو ان سے اونچے درجے کے اسکولوں میں ضم کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تھا، حال ہی میں حکومت کی طرف سے مختلف اضلاع کے ایجوکیشن آفیسروں کو دوبارہ نوٹس دی گئی ہے کہ وہ اسکولوں کو ضم کرنے کی کارروائی جلد مکمل کریں۔ غور طلب ہے کہ اسکولوں کو ضم کرنے کی اس کارروائی میں سب سے زیادہ اردو کا نقصان ہونے والا ہے، کیوں کہ ہندی اسکولوں کے ہندی اسکولوں میں ضم کرنے سے ان کی حیثیت کو کوئی فرق نہیں پڑے گا، لیکن اردو اسکول کو اگر ہندی اسکول میں ضم کیا جائے گا تو لازماً اس کی اردو اسکول کی حیثیت متاثر ہوگی۔ اور یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ضم ہونے والے اسکولوں میں زیادہ تر تعداد اردو اسکولوں کی ہی ہے، کیوں کہ انہیں اسکولوں کو دوطرفہ مشق ستم بنایا جارہا ہے، حکومت کی توجہ اور مراعات سے بھی وہ محروم ہیں اور عوام کی طرف سے بھی بے توجہی کا شکار ہیں۔ عوام کی بڑی تعداد، خاص کر پڑھے لکھے اور اپنے آپ کو مہذب خاندان میں شمار ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ ان کے بچے اپنے علاقہ کے اردو اسکولوں میں داخل نہیں ہوتے، اردو کے نام پر عہدوں، تمغوں اور امتیازات سے سرفراز اشرافیہ کی کہانی یہ ہے کہ وہ اردو اسکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرنا کسر شان سمجھتے ہیں، اور اب جب حکومت نے اپنا ڈنڈا چلادیا اور ایسے اسکولوں کو اوپر کے ہندی اسکولوں میں ضم کرنے کا نوٹیفکیشن آ گیا تو اب انہیں کی طرف سے یہ رونا رویا جارہا ہے کہ حکومت نے اردو کا حق مار لیا۔

اعداد وشمار کی کمی

اردو کے ساتھ ناانصافیوں کی فہرست میں اس حقیقت کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے کہ اردو زبان اور اردو تعلیم سے متعلق کوئی قابل ذکر تحقیقی معلومات یا اعداد وشمار نہ تو سرکار کے کسی محکمہ میں دستیاب ہے اور نہ ہی کسی پرائیوٹ ایجنسی نے اس میدان میں کوئی ریسرچ کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے برخلاف آزادی کے بعد سے اردو کو ختم کرنے کی بے شمار کوششیں حکومتی سطح پر کی جاچکی ہیں۔

بہار ایس ٹی ای ٹی ویکنسی کی صورت حال

۲۰۲۰ء میں بہار اسکول اگزامنیشن بورڈ پٹنہ نے سکینڈری (نویں اور دسویں جماعت) اور سینئر سکینڈری (گیارہویں اور بارہویں جماعت) کے لیے ۳۷۳۳۵؍اساتذہ کی ویکنسی نکالی، اس میں ۲۵۲۷۰؍عہدے سکینڈری اساتذہ کے لیے اور ۱۲۰۶۵؍عہدے سینئر سکینڈری اساتذہ کے لیے مختص کیے گئے۔ سکینڈری سطح پر اردو کی بھی ایک ہزار سیٹیں تھیں، ۲۰۲۰ء کے اواخر میں ایس ٹی ای ٹی کا امتحان بھی ہوا۔ مگر کسی وجہ سے امتحان ہی رد ہوگیا اور ہنوز بحالی کا یہ معاملہ زیر التوا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے مسائل ہیں، بہار اردو اکیڈمی میں کئی سالوں سے سکریٹری نہیں ہے، ابھی جن کو اضافی ذمہ داری دی گئی ہے، ان کو بھی محدود اختیار دیے گئے ہیں، جس کے نتیجے میں لائبریری کو جو گرانٹ اور مصنفین کو کتاب کی طباعت کے لئے جو رقم ملتی تھی سب بند ہے، انعام وغیرہ کا سلسلہ بھی موقوف ہے، سرگرمیاں تقریباً رک سی گئی ہیں، اس کے احاطے میں گورنمنٹ اردو لائبریری ہے، وہاں کے لائبریرین کے سبکدوش ہونے کے بعد وہاں ان دنوں لائبریرین بھی نہیں ہے، لائبریرین کے نہ ہونے کی وجہ سے لائبریری کا کام ٹھپ پڑا ہوا ہے۔ بہار میں اردو کے فروغ میں ضروری مشورے دینے کے لیے مشاورتی بورڈ بھی قائم ہے، لیکن دو سال سے اس کے صدر نشیں کا عہدہ خالی ہے۔ حکومت کی توجہ اب تک اس طرف نہیں ہے، ظاہر ہے یہاں صدر نشیں ہی اصل ہوتا ہے اور اس عہدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے بورڈ کی افادیت ختم ہوکر گئی ہے۔''

اردو زبان تنہا کسی قوم کی زبان نہیں ہے، یہ بھارت کی مشترکہ زبان ہے، اس لیے ملک کی تمام قوموں کو اس کی ترقی و اشاعت میں برابر کا حصہ لینا چاہئے اور چونکہ اس زبان کے ساتھ ہماری ملی تہذیب وثقافت وابستہ ہے، اس لیے خاص طور پر ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اردو زبان کے فروغ کے لیے خود آگے بڑھیں، اردو کی ترقی وتحفظ کے لیے اجتماعی وانفرادی سطح پر مضبوط حکمت عملی اور تحریک کی ضرورت ہے، تبھی اس زبان کو اس کا لازمی حق مل سکتا ہے اور ہندوستان میں اس کا مستقبل محفوظ رہ سکتا ہے۔

امارت شرعیہ کی اردو تحریک اخبارات کی نظر میں

Monday, February 15, 2021, Patna, www.inquilab.com
انقلاب | عظیم آباد

اردو کی ترقی وتحفظ کے لیے نئے عزم کے ساتھ متحد ہو کر محنت کریں: مولانا ولی رحمانی

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام اردو تحریک سے وابستہ نمائندہ شخصیات کے مشاورتی اجلاس میں کئی اہم تجاویز منظور، اردو کارواں اور اردو دستہ کی تشکیل

روزنامہ تاثیر پٹنہ
سرپرست اعلیٰ: محمد نظام الدین صاحب
TAASIR URDU DAILY PATNA
تاثیر | उर्दू दैनिक तासीर पटना

شمشیر چاہئے نہ مجھے تیر چاہئے
ذہن و خرد کو فکر کی جاگیر چاہئے
سب کچھ عطا کیا ہے خدا نے مجھے نظام
تحریر میں بھی درد کی تاثیر چاہئے

16 فروری، 2021ء ۳ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

اردو کو ملے گی نئی زندگی...

اردو ایک ایسی زبان ہے جو اپنی ہردل عزیزی اور مقبولیت کے باوجود ہر دور میں اپنی بقا اور تحفظ کی جنگ لڑتی آئی ہے اور اس میں اسے کامیابی بھی ملی ہے۔ لیکن سرکاری سطح پر تو کرشاہوں کے تعصب کی وجہ سے اس کے تعلق سے آئے دن نئے نئے مسائل بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اردو میڈیم اسکولوں میں تبدیلی کی جارہی ہے۔ جہاں اردو پڑھائی جاتی ہے وہاں اردو میں درسی کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں۔ کالج سے لے کر یونیورسٹی تک اردو کے شعبے چہل پہل اور رونق سے محروم دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے میں امارت شرعیہ کی جانب سے شروع کی گئی اردو کے تحفظ اور ترویج واشاعت کی تحریک کی اہمیت کافی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اس دوران یہ دیکھنے کی بھی ضرورت ہے کہ یہ ایک خاص فرقے کی تحریک بن کر نہ رہ جائے۔ آج بھی بہت سے ہندو، سکھ اور دیگر فرقے کے پڑھے لکھے لوگ اردو جانتے ہیں اور حسب سہولت اپنی زندگی میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔ انہی میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اردو تو نہیں جانتے لیکن اردو سیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اردو سے اپنی محبت و وابستگی کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔ انہیں بھی اس تحریک کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔ بہت سے لوگ جنہوں نے اردو کی شاعری یا اردو لٹریچر کا مطالعہ دیوناگری میں کیا ہے اور جنہیں اردو میں گفتگو کرنے کا سلیقہ بھی آتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اردو رسم الخط سکھانے کیلئے بھی کلاسز شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت یہ کام محکمہ راج بھاشا کے اردو ڈائرکٹوریٹ کے علاوہ چند دیگر ادارے بھی بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ لیکن اسے ریاست گیر سطح پر مہم کے طور پر انجام دینے کی ضرورت ہے۔

اتوار کو امارت شرعیہ کے بینر تلے حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی کی صدارت میں جو مشاورتی اجلاس ہوا ہے، اس میں بھی اردو تحریک کو رفتار دینے کیلئے کئی اہم تجاویز منظور کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی اردو کارواں اور اردو دستہ کے نام سے کمیٹیاں بھی تشکیل دی گئی ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کوششیں رنگ لائیں گی اور اردو کے فروغ وتحفظ کی راہ ہموار ہوگی۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں حضرت امیر شریعت نے ماحول سازی کرتے

website : www.taasir.com | TAASIR Patna | e-paper : www.epaper.taasir.com | MONDAY 15 FEBRUARY 2021 | 3

اردو کی ترقی وتحفظ کیلئے نئے عزم کے ساتھ محنت کریں: امیر شریعت

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام اردو تحریک سے وابستہ نمائندہ شخصیات کے مشاورتی اجلاس میں کئی اہم تجاویز منظور، اردو کارواں اور اردو دستہ کی بھی تشکیل

پٹنہ: 14 رفروری (پی آر) مورخہ ۱۴ رفروری ۲۰۲۱ء کو اردو کی بقاء، تحفظ اور ترویج واشاعت کے موضوع پر المعہد العالی امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں اردو تحریک سے وابستہ اہم افراد، ملی، سماجی وسیاسی کارکنان، اردو کے اساتذہ، دانشوران اور نمائندہ شخصیات کا ایک اہم مشاورتی اجلاس منعقد ہوا۔ اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اردو کو پیش آمدہ مسائل اور اس کے حل پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی، آپ نے قومی تعلیمی پالیسی کے حوالہ سے اردو کو پیش آنے والے اندیشوں اور خطرات کی طرف بھی نشان دہی کی، آپ نے اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لائے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج کی مجلس میں صرف پٹنہ شہر کے حضرات نہیں ہیں صوبہ بہار کے مختلف حصوں سے اہل علم اور ...

صاحب سابق وزیر حکومت بہار نے کہا کہ اردو کو روزگار کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے تبھی اس کو فروغ مل سکے گا۔ جناب انوار الہدیٰ صاحب سکریٹری اردو مشاورتی کمیٹی بہار نے کہا کہ آزادی کے بعد اردو زبان کے ساتھ سوتیلا پن کیا گیا ہے، اردو میں نصابی کتابیں شائع نہیں ہوتیں، اردو کتابوں کو شائع کرنے کا مطالبہ بڑھایا جانا ضروری ہے۔ معروف ڈاکٹر صحافی جناب خورشید انور عارفی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ نے جو تحریک ...

بہار میں انڈیپینڈنٹ پارٹی کی حکومت بنائی تو مرکز کے ذریعہ کارروائی کی زبان اردو رکھنے کا فیصلہ کیا، جس کی پروسیڈنگ ابھی بھی اسمبلی کی لائبریری میں موجود ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ امارت شرعیہ نے اول دن سے اردو کی بقا وفروغ کی فکر کی ہے۔ جناب توقیر عالم صاحب مظفرپور نے کہا کہ پریشر گروپ بنا کر حکومت سے اردو کے مسائل حل کرائے جائیں۔ جناب مولانا اعجاز احمد صاحب، جناب احسن رضا امجدی صاحب، مولانا صدر عالم ندوی، ... پوری، جناب شہنواز خان ... بھی اپنے خیالات کا اظہار ... میں اس تحریک کو تسلسل ... شرکاء کی اتفاق رائے سے ... دو کمیٹی تشکیل دی گئی، ... باز علی ارشد، نائب صدر ...

Qaumi Tanzeem, Patna Monday 15 Feb 2021 | 03
P3 | قومی تنظیم

اردو کی ترقی وتحفظ کیلئے نئے عزم کے ساتھ سب مل کر محنت کریں: امیر شریعت

پھلواری شریف (ہماری) اردو کی بقاء، تحفظ اور ترویج واشاعت کے موضوع پر المعہد العالی امارت شرعیہ ...

پیر، 15 فروری، 21ء | پٹنہ شہر | 12

امارت شرعیہ میں منعقد مشاورتی اجلاس میں اہم تجاویز

اردو کے تحفظ وفروغ کے حوالہ سے حلف بھی لیا

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام اردو تحریک سے وابستہ نمائندہ شخصیات کے مشاورتی اجلاس میں کئی اہم تجاویز منظور، اردو کارواں اور اردو دستہ کی بھی تشکیل

आज | पटनासिटी-दानापु

उर्दू के विकास के लिए मिलकर करें प्रयास : वली रहमानी

सेमिनार

Proprietor, Editor, Printer & Publisher: Md. Naushad & Printed from KGN OFFSET PRINTERS, Media House, Q-Cottage, Ramna Road, Patna-4. And Published at the office of AMN, Hafiz Colony, Sabzibagh, Patna-4. Editor: Md Naushad
Mob.: 9470092706, 0612-2651763

امارت شرعیہ کی اردو تحریک اخبارات کی نظر میں

PINDAR, PATNA

امارت شرعیہ کے مشاورتی اجلاس میں منظور شدہ تجاویز

اردو کو خون دینے والے مجنوں کی ضرورت: ولی رحمانی

پندار PINDAR पिन्दार

The Leading Urdu Daily of Bihar

Web: www.pindar.in

15.02.2021 Late City Pages-12 PRICE ₹ 2.00 Vol.48 No.45

اردو کو اب خون دینے والے مجنوں کی ضرورت

اردو تحریک کے نمائندوں، دانشوروں، سیاسی اور سماجی کارکنوں کے مشاورتی اجلاس سے امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی کا خطاب

Monday, 15, February, 2021

اردو کی ترقی و تحفظ کیلئے نئے عزم کے ساتھ اجتماعی محنت ضروری: ولی رحمانی

اپنا شہر APNA SHAHAR

عوامی طاقت کے سہارے اردو کا مستقبل شاندار بنایا جائے گا

اردو کی ترقی و تحفظ کیلئے نئے عزم کے ساتھ سب کو محنت کرنی ہوگی: ولی رحمانی

उर्दू को बढ़ावा देने के लिए इस भाषा को रोजगार से जोड़ा जाये

Qaumi Tanzeem, Patna Tuesday 16 February 2021 03

امارت شرعیہ کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ائمہ اور علماء اپنی ذمہ داری قبول کریں: حضرت امیر شریعت

بنیادی دینی تعلیم کا فروغ، عصری معیاری اداروں کے قیام اور اردو کے تحفظ کے سلسلہ میں کئی اہم تجاویز منظور

امارت شرعیہ کی تحریک کو عملی شکل دیجئے

اپنا شہر APNA SHAHAR

عوامی طاقت کے سہارے اردو کا مستقبل شاندار بنایا جائے گا: امیر شریعت

اردو کارواں اور اردو دستہ کی تشکیل، نئی نسل کو اردو سے جوڑنے کیلئے امارت شرعیہ کی شاندار مہم

राष्ट्रीय सहारा

उर्दू के विकास के लिए सभी लोग मिलकर करें प्रयास : अमीर ए शरीयत

۱۴؍فروری کے اجلاس کی تجاویز

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ۱۴؍فروری ۲۰۲۱ء کو اردو زبان وتہذیب کی حفاظت وبقاء کے لیے ماہرین تعلیم اور دانشوروں کا خصوصی اجتماع ہوا، جس کی صدارت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے کی۔ اس موقع پر شرکاء اجلاس نے اتفاق رائے سے جو تجاویز منظور کیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے زیر اہتمام منعقد اردو دوستوں کے اس خصوصی مشاورتی اجتماع کا احساس ہے کہ اردو ہم سے آرزو مندی، دردمندی اور فکر مندی کی طلب گار ہے، اسے طاقت پہونچائی جائے، اردو کے، اردو کو دودھ پینے والے مجنوں سے واسطہ رہا ہے، اب اسے خون دینے والے مجنوں کی بھی ضرورت ہے، ہم اردو بولیں گے، لکھیں گے، اردو کو پھیلائیں گے تو وہ آگے بڑھے گی، ترقی کرے گی، آنے والی نسل کو اردو پڑھائیں گے، انہیں تہذیب سے آراستہ کریں گے تو سماج میں شائستگی اور تیزی آئے گی، اردو دوستوں کو لازماً اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

(۲) یہ اجتماع اردو کی بقا، ترویج و اشاعت اور تحفظ کے لیے داخلی اور خارجی سطح پر مضبوط انداز میں کام کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے، داخلی طور پر اپنے گھروں میں اردو کا زیادہ سے زیادہ استعمال، اپنے بچوں کو لازما اردو کی تعلیم دینا، ، دلانا، تقریبات کے دعوت ناموں کی اردو میں اشاعت، اردو کی کتابیں، اخبارات ورسائل خرید کر پڑھنے کا اہتمام اور ہر موقع پر اردو رسم الخط کا استعمال، مکانوں اور دکانوں پر اردو میں تختیاں لگانے کا کام، داخلی سطح پر اردو کی رگوں میں تازہ خون دوڑانے کا سبب ہوگا، اس کے بغیر ہم اردو کو زندہ نہیں رکھ سکتے، زبانیں بولنے، لکھنے، پڑھنے اور پڑھانے سے زندہ رہتی ہیں، اردو کی بقاء اور تحفظ کے لیے ان امور پر عمل کیا جائے۔

(۳) سرکاری سطح پر اردو کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے، اس کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے خلاف جمہوری طریقے پر آواز بلند کی جائے اور اس کے لیے منظّم اور مربوط جدو جہد کی جائے، سرکار پر زور ڈالا جائے کہ وہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک اردو کی تعلیم وتدریس کو لازمی بنائے، اردو مشاورتی کمیٹی کو آئینی اختیارات دیے جائیں، اور اردو سے متعلق تمام سرکاری، نیم سرکاری اداروں کی فوری طور پر تشکیل نو کی جائے، اسکولوں میں جو اردو اساتذہ کی سیٹیں خالی ہیں، ان پر بحالی کی جائے، تاکہ اردو کی تعلیم کو یقینی بنایا جاسکے۔

(۴) یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ضلع اور ریاستی گزٹ، سرکاری نوٹیفکیشن، سرکار کے حکم نامے اور اردو اخبارات کے لیے سرکاری اشتہارات اردو میں جاری کیے جائیں۔

(۵) اس اجتماع کے شرکاء کی تجویز ہے کہ ان تمام امور پر کام کرنے، تحریک چلانے اور اردو سے متعلق سرکاری کاموں پر نگاہ رکھنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، چنانچہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کا نام کاروان اردو رکھا گیا۔ اس کمیٹی کے صدر ہوں گے جناب ڈاکٹر اعجاز علی ارشد صاحب، نائب صدر جناب پروفیسر صفدر امام قادری صاحب ہوں گے۔ سکریٹری جنرل ڈاکٹر ریحان غنی صاحب کو بنایا گیا اور انوار الہدیٰ سکریٹری منتخب ہوئے۔

(۶) یہ اجتماع اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ اردو زبان تنہا کسی قوم کی زبان نہیں ہے، یہ بھارت کی مشترکہ زبان ہے، اس لیے ملک کی تمام قوموں کو اس کی ترقی واشاعت میں برابر کا حصہ لینا چاہئے اور چونکہ اس زبان کے ساتھ ہماری ملی تہذیب وثقافت وابستہ ہے، اس لیے خاص طور پر ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اردو زبان کے فروغ کے لیے خود آگے بڑھیں، اردو کی ترقی وتحفظ کے لیے اجتماعی وانفرادی سطح پر مضبوط حکمت عملی اور تحریک کی ضرورت ہے، تبھی اس زبان کو اس کا لازمی حق مل سکتا ہے اور ہندوستان میں اس کا مستقبل محفوظ رہ سکتا ہے۔

(۷) زمینی سطح پر اس کام کو آگے بڑھانے کے لیے نوجوانوں پر مشتمل ایک اردو دستہ کی تشکیل بھی دی جائے، جو علاقائی سطح پر اردو کے کام کو آگے بڑھائے اور مرکزی کمیٹی سے مربوط ہو کر کام کرے، اس سلسلہ میں اعداد وشمار کی فراہمی کا کام اسی اردو دستے کے حوالہ کیا جائے۔

منظور شدہ تجاویز
مشاورتی اجلاس
برائے
ترقی وتحفظ اردو

حلف نامہ

برائے ترقی وتحفظ اردو

اردو زبان تنہا کسی قوم کی زبان نہیں ہے، اس میں عربی، فارسی، سنسکرت اور ہندی کے علاوہ متعدد زبانوں کا ذخیرہ موجود ہے، گویا یہ بھارت کی مشترکہ زبان ہے، اس لیے ملک کی تمام قوموں کو اس کی ترقی واشاعت میں برابر کا حصہ لینا چاہئے اور چونکہ اس زبان کے ساتھ ہماری ملی تہذیب وثقافت وابستہ ہے، اس لیے:

(۱) ہم عہد کرتے ہیں کہ اردو زبان کے فروغ کے لیے خود آگے بڑھیں گے، اردو پڑھیں گے، لکھیں گے، بولیں گے اور ساتھ ہی اپنے بچے اور بچیوں کو بھی پڑھائیں گے لکھائیں گے۔

(۲) حضرت امیر شریعت دامت برکاتھم کی اس آواز اور تحریک کو وقت کی اہم ضرورت تصور کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں ہر سطح پر لوگوں میں بیداری پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

(۳) امارت شرعیہ کی تحریک برائے تحفظ اردو کو ضلع سے لے کر بلاک، پنچایت، گاؤں اور گھر گھر تک پہونچانے کے لیے ہم منظّم حکمت عملی تیار کریں گے۔

(۴) معاشرہ میں اردو اخبارات اور لٹریچر پڑھنے کا ماحول بنائیں گے، اپنی درخواستیں اردو میں لکھیں گے اور بول چال میں بھی اردو الفاظ کا استعمال کریں گے۔

(۵) اپنی آبادیوں میں قائم نجی اداروں میں اردو میں نیم پلیٹ لگائیں گے، اپنے مکان، دوکان اور دفتروں میں اردو میں نیم پلیٹ لگائیں گے۔

(۶) سرکاری دفتروں میں بلاک سے پنچایت تک اردو میں نیم پلیٹ لگائے جائیں، اس کے لیے تحریک چلائیں گے۔ سرکاری کالجوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں، اسٹیشنوں کا نام بھی اردو میں لکھا جائے اس کے لیے اجتماعی کوشش کریں گے۔

(۷) اپنی تقریبات واجتماعات میں اردو کے دعوت نامے، بینر، پوسٹر وغیرہ اردو میں لگائیں گے اور مراسلات کی زبان بھی اردو رکھیں گے۔

(۸) سرکاری محکموں کو اردو میں لکھیں گے، اردو میں درخواستیں دیں گے اور یہ کوشش کریں گے کہ مختلف فارموں کی خانہ پری بھی اردو میں کی جائے، اس کے لیے سرکاری محکموں میں اردو کے نام پر بحال ملازمین کو ان کی ذمہ داری کا احساس کرائیں گے۔

(۹) بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے، اس لیے سرکاری سطح پر اردو کے ساتھ ہو رہی ناانصافیوں کے خلاف پوری طاقت کے ساتھ قانونی طریقہ پر آواز اٹھائیں گے اور اس کے جائز حقوق کی دستیابی کے لیے آخر تک جدوجہد کریں گے۔

(۱۰) جس اسکول میں اردو یونٹ قائم ہے اور اردو کے اساتذہ نہیں ہیں تو وہاں اساتذہ کی بحالی کی تحریک چلائیں گے۔ جہاں اردو یونٹ قائم نہیں ہے وہاں قائم کرانے کی کوشش کریں گے۔

۱۵؍فروری کے اجلاس میں منظور شدہ تجاویز

تجاویز بابت بنیادی دینی تعلیم :

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام منعقد علما وائمہ مساجد کے خصوصی مشاورتی اجتماع کا احساس ہے کہ بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب کے غیر منظّم اور کمزور ہونے کی وجہ سے ہمارے بچے بچیاں دین کی بنیادی باتوں سے ناواقف ہوتے جارہے ہیں، اگر اس طرف توجہ نہیں دی گئی تو حالات دن بدن خراب ہوتے جائیں گے، اس لیے ضروری ہے کہ:

(۱) بنیادی دینی تعلیم کے جو مکاتب چل رہے ہیں، انہیں منظّم اور معیاری بنانے کے لیے امارت شرعیہ کی طرف سے جاری جامع تعلیمی منصوبہ پر عمل کیا جائے تاکہ نصاب میں یکسانیت ہو اور وسائل کے سلسلہ میں بھی دشواری پیش نہ آئے۔ (۲) مکاتب کے تعلیمی نظام کو پرکشش بنایا جائے تاکہ طلبہ وطالبات کی دلچسپی اس سے بڑھ سکے، اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ پرانے طریقۂ تدریس جس میں جسمانی تعذیب سے طلبہ وطالبات کو گذرنا پڑتا ہے، اس سے آخری حد تک گریز کیا جائے۔ (۳) بنیادی دینی تعلیم کے طریقۂ تدریس سے متعلق امارت شرعیہ کے تربیتی کیمپ منعقد کیے جاتے ہیں، ابھی یہ سال میں دوبار دو جگہ پر ہوا کرتی ہے، یہ اجتماع اس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ اس تربیتی اجتماع کا انعقاد ضلع وار کیا جائے، تاکہ جدید طریقۂ تدریس سے ہر ضلع کے ائمہ کو واقفیت ہو سکے۔ (۴) ہر جامع مسجد کے قرب وجوار کے کم سے کم دس گاؤں کا سروے وہاں کے امام یا مسجد کمیٹی کے ذریعہ کرایا جائے اور جس گاؤں میں مکتب نہیں ہے،، وہاں مقامی وسائل سے مکتب قائم کیا جائے، سروے اور مکاتب کے قیام کی اطلاع مرکزی دفتر امارت شرعیہ کو لازماً دی جائے۔ (۵) ہر علاقہ میں جو مرکزی مدارس ہیں اور جن کے وسائل قرب وجوار میں مکاتب کھولنے کی اجازت دیتے ہوں تو وہ لازماً مکاتب کے قیام پر توجہ دیں، اس سے ان کی گاؤں والوں سے بھی قربت بڑھے گی اور یہ مدرسہ کے اثرات کو بڑھانے اور مالیات میں اضافہ کا بھی سبب بنے گا۔ (۶) امارت شرعیہ مساجد کے ذمہ داروں کی بھی ایک نشست بلائے اور اس میں مکاتب کے قیام سے متعلق انتظامی امور اور ائمہ مساجد کے معاملات پر ان سے مشورہ لیا جائے، ائمہ حضرات ذمہ داروں کے موبائل نمبرات ضرور فراہم کرائیں۔

عصری اداروں کے قیام سے متعلق تجاویز:

(۱) تمام ائمہ مساجد اور علماء کرام اپنے اپنے حلقوں میں بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ اسلامی ماحول میں عصری تعلیمی اداروں کے قیام کے امکانات کا جائزہ لیں اور اس طرف پیش رفت کریں۔ اور سرکار کی طرف سے زمین وغیرہ کے سلسلہ میں جو ضابطے ہیں، انہیں ملحوظ رکھا جائے اور سروے یا تعلیمی ادارے کے قیام کے بعد مرکزی دفتر امارت شرعیہ کو ضرور مطلع کیا جائے۔ (۲) عصری تعلیم کے جو ادارے قائم ہیں، اور اس میں اردو اور بنیادی دینی تعلیم کا نظم نہیں ہے، طلبہ وطالبات کے والدین اسکول انتظامیہ پر دباؤ ڈالیں کہ اسکول میں بنیادی دینی تعلیم اور اردو کی تدریس کا نظم کیا جائے۔ (۳) جن علاقوں میں عصری تعلیمی اداروں کے قیام کے امکانات نہیں ہوں وہاں کوچنگ کا نظم کیا جائے اور مقامی اساتذہ جو ٹیوشن وغیرہ پڑھاتے ہیں، ان کو جوڑ کر اس کوچنگ میں کم فیس لے کر معیاری تعلیم کا نظم کیا جائے۔

اردو سے متعلق تجاویز: (۱) اردو زبان کی بقا، ترویج واشاعت اور تحفظ کے لیے جو تجاویز اور قرارداد کل کے مشاورتی اجتماع میں پاس ہوئی ہیں، ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ (۲) ۱۴؍فروری کے اجتماع میں اردو کارواں اور اردو دستہ کی تشکیل کی تجویز منظور ہوئی، ہم تمام شرکاء اس بات کا عہد کرتے ہیں اس کے دست وبازو بن کر کام کریں گے۔ (۳) اپنی روز مرہ کی بول چال، لکھنے پڑھنے اور پڑھانے میں اردو کو رواج دیا جائے اور گھروں میں اردو زبان رائج کرانے کے لیے بھی ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

اردو کی ترقی وتحفظ کے لیے نئے عزم کے ساتھ سب مل کر محنت کریں: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام اردو تحریک سے وابستہ نمائندہ شخصیات کے مشاورتی اجلاس میں کئی اہم تجاویز منظور، اردو کارواں اور اردو دستہ کی بھی تشکیل---- رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی/محمد عادل فریدی/محمد اسعد اللہ قاسمی

مورخہ ۱۴ر فروری ۲۰۲۱ء کو اردو کی بقاء، تحفظ اور ترویج واشاعت کے موضوع پر المعہد العالی امارت شرعیہ کے کانفرنس ہال میں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں اردو تحریک سے وابستہ اہم افراد، ملی، سماجی وسیاسی کارکنان، اردو کے اساتذہ، دانشوران اور نمائندہ شخصیات کا ایک اہم مشاورتی اجلاس منعقد ہوا۔

اپنے صدارتی خطاب میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اردو کو پیش آئند مسائل اور اس کے حل پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی، آپ نے قومی تعلیمی پالیسی کے حوالہ سے اردو کو پیش آنے والے اندیشوں اور خطرات کی طرف بھی نشان دہی کی، آپ نے اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لائے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج کی مجلس میں صرف پٹنہ شہر کے حضرات نہیں ہیں صوبہ بہار کے مختلف حصوں سے اہل علم اور اردو سے محبت کرنے والے حضرات تشریف لائے ہیں، جو نہ صرف اردو داں ہیں، بلکہ اردو کے شیدائی ہیں، اردو کے لیے کچھ کرتے، کرتے رہنے اور کر گذرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں، دلوں میں چھپا ہوا یہ حوصلہ عمل کے سانچہ میں ڈھل جائے، جوش اور ہوش کے ساتھ کاریگری ہو تو بڑی بات بنے گی اور بہت سی بگڑی بن جائیگی اردو ہم سے آرزومندی دردمندی ،فکرمندی کی طلبگار ہے، اردو چاہتی ہے کہ جوانکی زبان پر ہے اسکے لئے وہ زبان کھولیں، جوان کے خیالات، احساسات جذبات کو عام کرتی ہے، اور دوسروں کے کانوں میں رس اور مٹھاس گھولتی ہے، اسے طاقت پہونچائی جائے اردو کو دودھ پینے والے مجنوں سے واسطہ رہا ہے، اب اسے خون دینے والے مجنوں کی بھی ضرورت ہے۔ اردو کیسے بچے گی، کس طرح پھلے پھولے گی اس کے لیے نسخۂ اکسیر بتاتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہم اردو بولیں گے، لکھیں گے، اردو کو پھیلائیں گے، تو اردو آگے بڑھے گی، ترقی کرے گی، آنے والی نسل کو اردو پڑھائیں گے، انہیں تہذیب سے آراستہ کریں گے، تو سماج میں شائستگی اور تمیز آئے گی، پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری نے غیر مسلم اردو مصنفین کے اجلاس میں یادگار جملہ کہا تھا، ''ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نئی نسل اردو سیکھے، تاکہ انہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھنے اور بولنے کا سلیقہ آجائے''۔ زبانیں تو سب پیاری ہیں، اردو کا کمال یہ ہے کہ جہاں سے بھی گذرتی ہے، سلیقہ چھوڑ جاتی ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی کے حوالہ سے آپ نے کہا کہ اس پوری تعلیمی پالیسی میں کہیں اردو کا ذکر نہیں ہے، جبکہ ابھی تک اتر بھارت میں رابطہ کا ایک بڑا ذریعہ اردو ہے، جسے زبردستی ہندی کہا جاتا ہے، اب نئی قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے ذریعہ ایسی کوششوں کو آگے بڑھایا جائے گا، اور اردو کیلئے راہیں بند کی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اردو کے سلسلہ میں حکومت جڑ کاٹ کر تنوں اور پتیوں پر بھوار برسا رہی ہے۔ آپ نے شرکاء سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات اردو والے ہیں، اردو کیلئے جو ادارے اور شخصیتیں کام کرتی رہی ہیں، انہیں بھی یہاں جمع کرنے کی کوشش کی گئی، پورے بہار میں صدا لگادی گئی، تاکہ اردو کا نیا کارواں تیار ہو سکے، نئے جوش اور نئے ارادہ کے ساتھ، امارت شرعیہ نے محسوس کیا کہ اردو کے محاذ پر سناٹا مہیب ہوتا جارہا ہے، تو ایک جوابدہ ادارہ کی حیثیت سے اس کے نمائندے بہار کے اضلاع میں پہونچے، عوام وخواص کو جھنجھوڑا، انہیں ذمہ داری یاد دلائی اور پورے بہار میں حرکت پیدا کی، اب یہ عوامی طاقت آپ کے ساتھ ہے، اردو والے اس سے کام لیں امارت شرعیہ تو فکر والوں، درد والوں کا کارواں ہے۔ اب آپ کمان سنبھالیں، جو تنظیمیں، انجمنیں ادارے ہیں، وہ احساس شکر کے ساتھ ادائے فرض کی نیت سے اپنی ذمہ داری نبھائیں اور مشترکہ کوششوں کی راہ اپنائیں، آپ چاہیں گے تو امارت شرعیہ آپ کے ساتھ خادمانہ پیچھے پیچھے چلے گی۔

تمہیدی گفتگو کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہا کہ یہ میٹنگ ایسے وقت میں حضرت امیر شریعت کے حکم پر بلائی گئی ہے، جو وقت اردو کے لیے کھڑے ہونے کا ہے، اور اس کے لیے فکر کرنے کا ہے، اس نشست پر پورے ملک کی نگاہ ہے، آپ کے فیصلوں کا لوگوں کو انتظار ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ اجلاس پورے ملک میں اردو کی ترقی کے تعلق سے سنگ میل ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ آپ کے فیصلوں سے اردو کا مستقبل روشن ہوگا۔

جناب اعجاز علی ارشد سابق وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی نے کہا کہ اردو تحریک کے اندر زندگی پیدا کرنے کے لیے ایک طویل مدتی منصوبہ بنانے اور صبر وضبط کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، اس کام کے لیے ہمیں ترجیحات متعین کرنی ہوں گی، اپنی عددی قوت کا ثبوت دینا ہوگا اور دیوانگی کے ساتھ کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں کئی مفید مشورے دیے۔ جناب صفدر امام قادری صاحب کالج آف کامرس پٹنہ نے کہا کہ امارت شرعیہ نے بروقت مستحسن قدم اٹھایا ہے، میرا خیال ہے کہ اس کے لیے اردو کمیشن کا شعبہ قائم کیا جائے اور اعداد وشمار جمع کیے جائیں اور ایک لگاتار کام کرنے والی کمیٹی امارت شرعیہ کی سرپرستی میں تشکیل دی جائے۔ انہوں نے آن لائن میتھڈ کی نزاکتوں کو سمجھنے اور ان کا حل سوچنے کی بھی تجویز رکھی۔ جناب ڈاکٹر ریحان غنی صاحب نے کہا کہ ایک عرصے کے بعد امارت شرعیہ نے اردو تحریک کی اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کی ہے جو درمیان میں ٹوٹ گئی تھی، انہوں نے اردو کے تعلق سے مضبوط تحریک چلانے کا مشورہ دیا اور کہا کہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک اردو کو لازمی طور پر شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ انہوں نے اردو اکیڈمی کی تشکیل نو اور اردو مشاورتی کمیٹی کو آئینی اختیارات دلانے کی بھی تجویز رکھی۔ جناب امتیاز احمد کریمی ممبر بی پی ایس سی وسابق اردو ڈائرکٹر نے کہا کہ سرکاری دفاتر میں اردو کی درخواستیں بہت کم آتی ہیں، اس لیے اردو کے نام پر بحال ملازمین دوسرے کاموں میں لگ جاتے ہیں، اگر درخواستیں اردو میں دی جانے لگیں تو اردو مترجمین کو اپنے فرائض کو ادا کرنے کا موقع ملے گا، انہوں نے اپنے تجربات کی روشنی میں سرکاری سطح پر اردو کو درپیش مسائل پر روشنی ڈالی اور کئی مفید مشورے دیے۔

مولانا تقی الدین احمد ندوی فردوسی خانقاہ منیر شریف نے اردو قومی زبان ہے کسی خاص مذہب کی زبان نہیں ہے، اس کو مذہب کے خول سے باہر نکال کر اجتماعی طور پر اس کے فروغ کے لیے کوشش کریں، جناب عبد الباری صدیقی صاحب سابق وزیر حکومت بہار نے کہا کہ اردو کو روزگار کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت ہے تبھی اس کو فروغ مل سکے گا۔ جناب انوار الہدیٰ صاحب سکریٹری اردو مشاورتی کمیٹی بہار نے کہا کہ آزادی کے بعد اردو زبان کے ساتھ سوتیلا پن کیا گیا ہے، اردو میں نصابی کتابیں شائع نہیں ہوتیں، اردو کتابوں کو شائع کرنے کا مطالبہ بڑھایا جانا ضروری ہے۔ معروف ومعمر صحافی جناب خورشید انور عارفی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ نے جو تحریک چلائی ہے یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ یہ تحریک کامیاب ہوگی، انہوں نے اردو کو اس کا حق دلانے کے لیے خاموش اور پُرامن احتجاج کا طریقہ اپنانے کا مشورہ دیا۔

معمر صحافی جناب ریاض عظیم آبادی نے کہا کہ آج اسکولوں میں اردو پڑھنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے، اس کو روکنے کی ضرورت ہے، انہوں نے ایک کمیٹی بنا کر ہر علاقہ میں اردو کے تعلق سے سروے کرانے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ سرکار کو اردو پڑھانے کے لیے اسکولوں میں اردو داں اساتذہ کو بحال کرنا چاہئے۔ جناب مشتاق احمد نوری صاحب نے کہا کہ ہر شخص اپنے گھر میں اردو پڑھے اور اپنے بچوں کو پڑھائے، اردو کے ذریعہ ہی ہماری تہذیب وتشخص کی بقا ہو سکتی ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ آج کی اس نشست کو اردو تحریک کی شکل دے دی جائے اور آج ہی سے اس کی ابتدا کر دی جائے۔

ڈاکٹر احمد اشفاق کریم صاحب بانی کٹیہار میڈیکل کالج والکریم یونیورسٹی نے کہا کہ ہم لوگوں نے اپنے بچپن میں ہر فن کی کتابیں اردو میں پڑھیں، آج ہمارے بچے اردو نہیں پڑھ رہے ہیں اس کے لیے ہم خود مجرم ہیں۔ انہوں نے اردو کو روزگار اور معاشیات سے جوڑنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ جناب سید دائم صاحب اورنگ آباد نے مشورہ دیا کہ اردو مادری زبان ہے، اس کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس سے ماں کی طرح محبت کریں اور اردو رسم الخط کو زندہ رکھنے کی کوشش کریں ساتھ ہی اردو لکھنے کی عادت ڈالیں۔ جناب اسلم جاوداں صاحب سکریٹری جنرل تحریک اردو نے کہا کہ اردو کے تعلق سے دو پہلو ہیں ایک اس کی بقاء اور تحفظ کا اور دوسرے اس کی ترقی اور فروغ کا، دونوں مسائل کو الگ الگ مرحلوں میں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم سب کو احساس کمتری کو چھوڑ کر باہر نکلنا ہوگا اور اردو پر فخر کے ساتھ اپنی وابستگی دکھانی ہوگی۔ جناب انوار الحسن وسطوی صاحب نے امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک اور تحفظ اردو تحریک کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی سطح پر نئے سرکولر کو ختم کرا کر اردو کی لازمیت دوبارہ بحال کرانے کی ضرورت ہے۔ مولانا شکیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب ۱۹۳۷ء میں بہار میں انڈیپنڈنٹ پارٹی کی حکومت بنائی تو سرکولر کے ذریعہ کارروائی کی زبان اردو رکھنے کا فیصلہ کیا، جس کی پروسیڈنگ ابھی بھی اسمبلی کی لائبریری میں موجود ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ امارت شرعیہ نے اول دن سے اردو کی بقاء وفروغ کی فکر کی ہے۔ جناب توقیر عالم صاحب مظفر پور نے کہا کہ پریشر گروپ بنا کر حکومت سے اردو کے مسائل حل کرائے جائیں۔ جناب مولانا اعجاز احمد صاحب، جناب احسن رضا امجدی صاحب، مولانا صدر عالم ندوی، جناب حبیب مرشد خان بھاگل پوری، جناب شہنواز خان سابق ڈپٹی ڈائرکٹر لیبر کمیشن نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مفید مشورے دیے۔

اجلاس میں اس تحریک کو تسلسل کے ساتھ قائم رکھنے کے لیے تمام شرکاء کی اتفاق رائے سے اردو کارواں اور اردو دستہ کے نام سے دو کمیٹی تشکیل دی گئی، اردو کارواں کے صدر جناب اعجاز علی ارشد، نائب صدر پروفیسر صفدر امام قادری، جنرل سکریٹری جناب ڈاکٹر ریحان غنی اور سکریٹری جناب انوار الہدیٰ صاحب کو بنایا گیا۔ اور انہیں مجاز کیا گیا کہ وہ ضلعی سطح پر کمیٹیاں بنائیں اور اس کمیٹی میں مزید ممبران کا اضافہ کرلیں، ساتھ ہی اردو دستہ کے لیے بھی ذمہ داروں اور ممبران کا انتخاب کرلیں۔

تجاویز مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے پیش کیا اور حلف نامہ کی خواندگی مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی (حلف نامہ اور تجاویز الگ صفحہ میں درج ہیں) اجلاس کا آغاز مولانا محمد حسان صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولان قاری مجیب الرحمٰن صاحب نے نعت اور مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے اردو پر نظم پیش کی۔ مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے اردو کے تعلق سے ہو رہی ناانصافیوں کا تذکرہ کیا اور ان کے حل کی تجویز پیش کی۔ اجلاس کی نظامت قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کی، اور حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اس کا اختتام ہوا۔

اس اجلاس میں جناب سلمان راغب، ذاکر بلیغ رحمانی، ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی، لطف اللہ قادری، ابوذر کمال الدین، فضل اللہ قادری، الیاس حسن عرف سونو بابو، ارشاد اللہ صاحب چیرمین وقف بورڈ، سید امانت حسین، حکیم افتخار احمد قاسمی، اشرف استھانوی، اعظمی باری، قاری آفتاب عالم چھپرہ، عظیم الدین انصاری، نجم الحسن نجمی، شمیم اقبال انور آفاقی، حاجی عارف رحمانی، مولانا عبد الدیان صاحب، جناب خالد انوار ایم ایل سی، عبد الواحد رحمانی، ضیاء القمر جماعت اسلامی، مولانا انیس الرحمٰن مدھوبنی، ڈاکٹر اظہار احمد، مولانا ایوب نظامی، آفتاب عالم چیرمین نگر پریشد، کے علاوہ بہار کے مختلف اضلاع سے محبان و وابستگان اردو، اردو اخبارات کے مدیران اور صحافی حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

امارت شرعیہ کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ائمہ اور علماء اپنی ذمہ داری قبول کریں: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ میں منعقد ائمہ کرام اور علماء کے خصوصی مشاورتی اجلاس میں بنیادی دینی تعلیم کا فروغ، عصری معیاری اداروں کے قیام اور اردو کے تحفظ کے سلسلہ میں علماء کا خطاب---- رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی/محمد عادل فریدی/محمد اسعد اللہ قاسمی

علماء کی حیثیت بنیاد کے پتھر کی ہے، دنیا والے گرچہ نام نہ لیں لیکن ان کا عمل اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے، دنیا میں علماء کا مالی حال کمزور ہوگا، لیکن اس کی تکمیل آخرت میں ہو گی ، اس پر ہمیں یقین رکھنا چاہئے۔اخلاص وللہیت کے جذبے کے ساتھ دینی خدمت انجام دیتے رہئے ،اخلاص مادیت کی فراوانی سے نہیں آتا، عام طور پر اخلاص اور دولت جمع نہیں ہوتی ، الا ماشاء اللہ۔آپ لوگ امارت شرعیہ کی تحریک کو عملی شکل دینے کے لیے اپنی ذمہ داری قبول کیجئے کیوں کہ آپ سب امارت شرعیہ ہیں۔یہ باتیں امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے شہر پٹنہ اور اس کے مضافات کے ائمہ کرام اور علماء کے ایک خصوصی مشاورتی اجتماع میں کہیں۔خیال رہے کہ یہ مشاورتی اجلاس امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ۱۵؍فروری ۲۰۲۱ء کو بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری اداروں کے قیام اور اردو زبان وتہذیب کی حفاظت وبقاء کے لیے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔حضرت امیر شریعت نے اپنے صدارتی خطاب میں مزید فرمایا کہ ہم لوگوں کو ملی مسائل اور ان کے حل پر تذکرہ اور گفتگو کرتے رہنا چاہئے ،اس میں بہت سی خیر کی باتیں نکل کر سامنے آتی ہیں، آج کے اس اجتماع سے بھی بہت سی نئی رائیں سامنے آئیں جن سے ہم سب کو روشنی ملی، ان رایوں پر ایمانداری کے ساتھ عمل کرنا چاہئے۔حضرت امیر شریعت نے اپنے تجربات کی روشنی میں مثالوں سے سمجھایا کہ جو چیزیں سب سے زیادہ ضروری ہوتی ہیں اللہ نے انہیں اتنا سہل الحصول بنایا ہے، ہوا اور پانی اس کی زندہ مثال ہے۔اسی طرح علماء بھی قوم کے لیے ہوا پانی کی طرح ہی ضروری ہیں اس لیے اللہ نے ان تک رسائی کو آسان بنایا ہے ۔حضرت نے ملک کے بدلتے ہوئے حالات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک کے اندر ہندواحیاء پرستی کو فروغ دینے کے لیے نت نئے قوانین وضع کیے جا رہے ہیں، ہم سب کو اس کے لیے چوکنا رہنا ہے، جب این آر سی کا نفاذ ہوگا تو اندیشہ ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کو اس کے ذریعہ پریشان کیا جائے گا، اس لیے ہمیں اپنی تیاری ابھی سے کرتے رہنا چاہئے۔جب حالات سامنے آئیں گے تو ایمانی بصیرت کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔آپ نے علماء کرام کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ عوام سے اپنے تعلقات کو مضبوط کریں، ملت سے الگ رہ کر آپ کا وجود بے معنی ہے۔خود بھی بیدار رہیں اور انہیں بھی جگاتے رہیں، یہ نیا دور ہے، نئے ذرائع ہیں، ان کا بھر پور استعمال دین کے لیے ہونا چاہئے۔آپ نے علماء کو کسی صاحب نسبت بزرگ ہستی سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کا بھی مشورہ دیا، انہوں نے کہا کہ یہ ایسی چیز ہے جو ہمارے درمیان سے کھوتی جا رہی ہے، اس کھوئے ہوئے سرمایے کو پھر سے کھوج نکالنے کی ضرورت ہے۔آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ کی بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کے لیے ضلع کی سطح سے بلاک کی سطح تک مکاتب کے قیام کی تحریک چلائیں۔اور اس ذمہ داری کو پورے اخلاص کے جذبہ کے ساتھ آپ حضرات قبول کیجئے۔نصاب تعلیم اور نصابی کتابوں کو آسان زبان میں ترتیب دے کر شائع کرنے پر بھی توجہ دلائی، مولوی اسماعیل میرٹھی کی اردو زبان کی کتاب کو از سر نو نئی ترتیب ، معیاری کاغذ اور نفیس تحریر میں شائع کرنے کے مشورے کو قبول کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے اس پر کام کرنے کی ترغیب دی، آپ نے ائمہ کرام کے سالانہ اجتماع کے مشورے کو بھی منظور کیا۔امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے تمہیدی گفتگو میں ائمہ کرام کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات مسجد کے ممبر ومحراب سے دعوت وتبلیغ اور اشاعت دین کا جو کام انجام دے رہے ہیں وہ نہایت ہی قابل قدر ہے، اور ہم سب آپ کی ان خدمات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ امارت شرعیہ نے ہر مشکل حالات میں ملت کی صحیح سمت میں رہنمائی کی ہے، اس وقت ملک تیزی سے ان حالات کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے جو ۱۸۵۷ء سے پہلے تھے۔ان حالات کا ہمت کے ساتھ سامنا کرنے اور مسائل کا حل نکالنے کے لیے اللہ نے امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی شکل میں ایک دور رس، دور بین ، نباض قوم وملت مفکر، مدبر صاحب دل اور صاحب بصیرت قائد ہمیں عطا کیا ہے، یہ ہم پر اللہ کی عظیم نعمت اور اس کا بڑا انعام ہے۔آپ نے ائمہ کرام سے مخاطب ہو کر کہا کہ ائمہ کے ذریعہ جو اصلاح کا کام انجام پاتا ہے وہ بڑے بڑے اجلاس سے بھی نہیں ہو پاتا۔آپ نے امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک کے تینوں پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے اس کو کامیاب بنانے کے لیے ائمہ کرام سے تعاون کی اپیل کی۔اس اجلاس کی نظامت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے کی ،انہوں نے اپنی افتتاحی گفتگو میں کہا کہ اس وقت ملک ایک نئی غلامی کی طرف جا رہا ہے، ان حالات کو حضرت امیر شریعت نے بروقت بھانپ لیا اور حکمت عملی اختیار کرنی شروع کی ، اللہ نے آپ کو دل دردمند، نگاہ بلند اور فکر ارجمند دیا ہے، آپ کی شروع کی ہوئی ہر تحریک ملک کے تمام مسلمانوں کے دل کی آواز ہوتی ہے ۔مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے جمعہ کے خطبہ کے ذریعہ امارت شرعیہ کی اس تحریک کو پھیلانے پر توجہ دلائی۔اس مشاورتی نشست میں مولانا غلام اکبر قاسمی امام وخطیب جامع مسجد مراد پور، مولانا محمد عالم قاسمی امام جامع مسجد دریاپور، مولانا اعجاز کریم قاسمی امام مسجد بلال سمن پورہ، مولانا عظیم الدین رحمانی امام وخطیب جامع مسجد خواجہ پورہ، مولانا احسان قاسمی پالی، مولانا گوہر امام قاسمی امام شاہی سنگی مسجد، مولانا معین الدین قاسمی امام جامع مسجد کربگہیہ، مولانا مبشر قاسمی امام جامع مسجد باڑھ، مولانا اقبال سعادتی امام جامع مسجد کربلا، مولانا ابرار کریم جامعہ مسجد بکسریہ ٹولہ، مولانا احمد حسین صاحب امام جامع مسجد بینک روڈ، مولانا افضل قاسمی امام جامع مسجد بڑی حویلی دانا پور، مولانا دانش قاسمی امام جامع مسجد کنکر باغ، مولانا ظہور عالم قاسمی امام جامع مسجد مسوڑھی، مولانا سلیم الدین صاحب امام چھوٹی مسجد ہارون نگر سکٹر۔۲، مولانا شاہنواز صاحب امام جامع مسجد البا کالونی، مولانا محمد شاہد قاسمی امام جامع مسجد مولیٰ باغ، مولانا عبدالستار قاسمی امام تبارک علی مسجد، مولانا ساجد رحمانی امام ابوبکر صدیق مسجد فیڈرل کالونی عیسیٰ پور، مولانا دلشاد رحمانی امام جامع مسجد گرانڈ پ ، مولانا قمر عالم ندوی ویشالی، مولانا سفیان احمد اعظمی امام جامع مسجد کاغذی محلّہ دانا پور، مولانا نظر الہدیٰ قاسمی ویشالی نے بھی اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور کئی مفید تجاویز پیش کیں۔ان آراء کی روشنی میں مندرجہ ذیل تجاویز مرتب کی گئیں، جنہیں مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے پڑھ کر سنایا اور سبھی لوگوں نے ان تجاویز سے اتفاق کا اظہار کیا۔

اس مشاورتی اجلاس کا آغاز مولانا حسان صاحب متعلم المعہد العالی کی تلاوت اور مولانا نسیم الدین صاحب متعلم المعہد العالی کی نعت شریف سے ہوا، مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ نے اردو پر اقبال اشہر کی نظم ''اردو ہے میرا نام'' پیش کی۔آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔اجلاس میں مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی، مولان مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، جناب سمیع الحق صاحب، مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا عبدالباسط ندوی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا مفتی انظار عالم قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا راشد العزیری، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا شہنواز عالم مظاہری، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی کے علاوہ مولانا ضلع پٹنہ اور اطراف کے علماء اور ائمہ مساجد کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔

(بقیہ خطبۂ صدارت حضرت امیر شریعت)

اسکے علاوہ چند اہم مسائل صوبوں سے متعلق ہیں، جن کا تعلق اردو کے پڑھنے پڑھانے ، اردو کے تلفظ کو زندہ رکھنے، شان خط کو ''خوب تر'' بنانے کی کوشش ہے۔پرائمری، مڈل اور ہائی اسکول میں اردو اساتذہ کی بحالی سے ہے، اردو کیلئے اچھا اور کھلا ماحول بنانے سے ہے، ان کاموں کیلئے اردو دانوں کے ایک طبقہ کا فعال اور متحرک ہونا ضروری ہے، وہ جنکی روزی ، روٹی اردو سے وابستہ ہے، ان پر بھی ذمہ داری ہے کہ زمینی سطح پر اردو کیلئے فضا سازی کریں اور اپنے اپنے حلقہ میں کچھ کر کے دکھائیں۔

ایک قابل لحاظ تعداد ایسے پڑھے لکھوں کی ہے، جو اردو زبان کے استاد بننا چاہتے ہیں، صوبائی حکومت نے انہیں استاد بنانے کی کاروائی شروع کی ، امتحانات بھی ہوئے ، مگر وہ لوگ استاد بننے کی راہ دیکھ رہے ہیں، احتجاج دھرنا کے باوجود انکا معاملہ رکا پڑا ہے، عدالت عالیہ میں بھی معاملہ گیا، مگر ان ''منتظر اساتذہ'' کے آرزوؤں کی کلیاں کھل نہیں رہی ہیں ۔۔۔۔ ۲۰۰۹ء میں وزیر اعلی نے اعلان کیا تھا کہ سارے ہائی اسکولوں میں اردو استاد بحال کئے جائیں گے، اسے شاید وزیر اعلیٰ بھول گئے ، اور اردو والے تو یقیناً بھول گئے ، اس اعلان کا نفاذ کیسے ہو اس پر غور کرنا اور کسی نتیجہ تک پہونچنا ہر پڑھے لکھے اردو داں کی ذمہ داری ہے۔

اردو کیلئے کام کرنے والے سرکاری یا نیم سرکاری ادارے زندہ ہیں، مگر کسی کے چیرمین نہیں ہیں، کسی کے سکریٹری کی تعیین نہیں ہوئی، کوئی بے عملی کا شکار ہے، بس اردو ڈائرکٹریٹ ہے جو زندگی کا ثبوت دیتا جا رہا ہے، جناب امتیاز کریمی نے اپنی بے لوث خدمت ، ہمت اور صلاحیت سے کام لیا اور ڈائرکٹریٹ کو متحرک اور فعال بنا دیا، اسکے نئے ڈائرکٹر احمد محمود صاحب بھی عمدہ کام کر رہے ہیں، پرانے خاکہ میں رنگ بھر رہے ہیں، ادب کی کتابیں چھپ رہی ہیں، اردو کی خدمت کا جذبہ انکا ورثہ ہے، اور تین پشتوں سے یہ خاندان علم وقلم کا وارث ہے، ان سے اردو دانوں کو بڑی امیدیں ہیں، اس ادارہ کے دوسرے حضرات بھی سرکاری ملازم نہیں ہیں، اردو کیلئے فکرمند ہیں اردو کے خادم ہیں، ان لوگوں کی کوشش رہتی ہے، مگر سرکاری لگام کی وجہ سے کئی پروگرام رکے پڑے ہیں۔

بعض سرکلر کے ذریعہ اسکولوں سے اردو کے قتل کا معقول انتظام کیا گیا ہے، جس پر اردو کی تنظیموں، انجمنوں اور اداروں کو توجہ دینی چاہئے ۔۔۔۔ اب ایک اسکول کو دوسرے میں ضم کرنے کا سلسلہ شروع ہوا، یہ خاص طور پر اردو اسکولوں کیلئے زہر قاتل ہے، اور حکومت کا یہ اقدام بنیادی حق تعلیم کے بالکل خلاف ہے، آپ آر ٹی ای (RTE) کو پڑھ جائیے ، دلیل ہاتھ آجائے گی ، مگر یہ دور ہے آئین اور قانون کو نظر انداز کرنے کا، الٹے سیدھے سرکلر جاری کرنے کا! قانون میں زندگی تب آتی ہے، جب رشوت دی جائے یا سرکار کی مرضی سے جو پسنے والے ہیں، وہ لوگ اس قانون کی زندگی اور توانائی کا ذریعہ ہیں۔

یہ سطریں گذارش احوال واقعی ہیں، جن میں کچھ کا تذکرہ نہیں ہوسکا، آپ حضرات اردو والے ہیں، اردو کیلئے جو ادارے اور شخصیتیں کام کرتی رہی ہیں، انہیں بھی یہاں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ، پورے بہار میں صدا لگا دی گئی ، تا کہ اردو کا نیا کارواں تیار ہو سکے، نئے جوش اور نئے ارادہ کے ساتھ، امارت شرعیہ نے محسوس کیا کہ اردو کے محاذ پر سناٹا مہیب ہوتا جا رہا ہے، تو ایک جوابدہ ادارہ کی حیثیت سے اس کے نمائندے بہار کے اضلاع میں پہونچے، عوام و خواص کو جھنجھوڑا ، انہیں ذمہ داری یاد دلائی اور پورے بہار میں حرکت پیدا کی ، اب یہ عوامی طاقت آپ کے ساتھ ہے، اردو والے اس سے کام لیں ۔۔۔ امارت شرعیہ تو فکر والوں، درد والوں کا کارواں ہے، اور

خدا درد والوں کو آباد رکھے   کہ جاگے ہوئے ہیں جگائے ہوئے ہیں

اب آپ کمان سنبھالیں، جو تنظیمیں، انجمنیں ادارے ہیں، وہ احساس شکر کے ساتھ ادائے فرض کی نیت سے اپنی ذمہ داری نبھائیں اور مشترکہ کوششوں کی راہ اپنائیں، آپ چاہیں گے تو امارت شرعیہ آپ کے ساتھ خادمانہ پیچھے پیچھے چلے گی۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

پوہدی بیلا دربھنگہ اور بھیم پور مدھوبنی میں دار القضاء کا افتتاح

امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ نے مورخہ ۱۲؍فروری ۲۰۲۱ء کو ضلع دربھنگہ کے مشہور دینی ادارہ مدرسہ اشرفیہ پوہدی بیلا میں امارت شرعیہ کے تحت قائم ہونے والے دار القضاء کا افتتاح فرمایا، اور جناب مفتی محمد عاصم قاسمی کو قضاء کی سند سے نوازا، اسی طرح آپ نے مورخہ ۱۳؍فروری کو بھیم پور مدھوبنی دار القضاء کا افتتاح فرمایا اور جناب مولانا مفتی عبد الباسط کو قضاء کی سند دی، اس موقع پر دونوں جگہ بڑے اجلاس کا انعقاد ہوا، جس میں ہزاروں کی تعداد میں عوام وخواص نے شرکت کی، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے خطاب میں قضاء کی عظمت، قضاۃ حضرات کی ذمہ داریاں اور عوام کو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں اہم نصیحتیں کیں، دونوں اجلاس میں راقم مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ ومفتی انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ کے بھی بیانات ہوئے، ودیگر کئی علماء خاص طور پر مدرسہ اشرفیہ پوہدی بیلا کے اجلاس میں محترم جناب ماسٹر قاسم صاحب ناظم مدرسہ نے حضرت امیر شریعت کی شان میں استقبالیہ کلمات کہے اور آپ کی آمد کو ہر اعتبار سے باعث برکت قرار دیا، بھیم پور کے اجلاس میں مدرسہ کے ۲۱؍حفظ کے فارغین طلبہ کی دستار بندی بھی ہوئی۔ ۱۲؍فروری کو جمعہ کی نماز حضرت امیر شریعت مدظلہ نے پالی کی مشہور آبادی میں ادا فرمائی، جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے مختلف آبادیوں سے آئے علماء، ائمہ، ذمہ داران اور عام مسلمانوں کو نماز جمعہ کے تعلق سے کہا کہ مذہب اسلام میں اجتماعیت کو بڑا مقام حاصل ہے اسی لئے عبادتوں میں اجتماعیت کا خاص خیال رکھا گیا ہے، کورونا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے چند افراد کے ساتھ بھی جمعہ کی نماز کی اجازت دی گئی تھی، لیکن اب حالات بدل چکے ہیں اس لئے جس اجتماعیت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جاتی تھی اسی اجتماعیت کے ساتھ اس کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، مسلمانیت شریعت کی اتباع کا نام ہے، نفس اور طبیعت کی پیروی کا نہیں، اس خطاب کے بعد مدرسہ اسلامیہ پالی کے احاطہ میں مردوں اور خواتین کے ایک بڑے اجلاس سے بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ نے خطاب فرمایا۔

جھارکھنڈ میں امارت شرعیہ کی تعلیمی تحریک وتحفظ اردو عشرہ ۲۰؍فروری سے

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام بنیادی دینی تعلیم کے فروغ، معیاری عصری تعلیم گاہوں کے قیام اور اردو زبان کے تحفظ کی تحریک گذشتہ یکم فروری سے ریاست بہار میں جاری ہے، جس کے تحت ریاستی سطح سے ضلعی سطح تک خواص حضرات پر مشتمل مشاورتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا جس کے اثرات پورے بہار میں مرتب ہو رہے ہیں، اور اس سے ملک بھر کے عوام وخواص کو کام کرنے میں بڑی رہنمائی ملی ہے اور حالات کے پیش نظر ترجیحی کاموں کا ایک معیاری نہج بھی میسر آیا ہے، امارت شرعیہ کے ذریعہ کاموں کا نیا حوصلہ ملا ہے، مکاتب دینیہ کے قیام، اردو زبان کے تحفظ کی عملی شکل بڑی مضبوطی کے ساتھ بنائی جارہی ہے، اب یہ تحریک ۲۰؍فروری تا یکم مارچ ۲۰۲۱ء ریاست جھارکھنڈ کے تمام اضلاع میں بڑے پیمانے پر شروع ہوئی ہے۔ جس کی تیاری کے لئے بڑی تعداد میں امارت شرعیہ کے حضرات قضاۃ، علماء ومبلغین وہاں مصروف ہیں، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کیا، انہوں نے کہا کہ اس وقت ادارہ نے جن عنوانات پر تحریک شروع کی ہے وہ دیگر کاموں پر بے پناہ فوقیت رکھتی ہے جو وقت اور مستقبل کی ایک اہم ضرورت ہے، انہوں نے ریاست جھارکھنڈ کے مسلم عوام سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ مکاتب کی تعلیم، اسکولوں کے قیام اور اردو کے تحفظ کی اہمیت کو سمجھیں اور حالات کے آئینہ میں مستقبل کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے نئی نسل کے دین وایمان کی فکر میں اپنا کردار نبھائیں اور اس ملی کام کو موثر بنانے میں امارت شرعیہ کی اس تحریک کا مخلصانہ طور پر ساتھ دیں، ملک کی بدلتی صورت حال میں ابھی قومی واجتماعی زندگی کی بقاء کے لئے ملت کے تمام دردمند افراد کی توجہ درکار ہے، ہر شخص اپنے حصہ کی محنت وکوشش کر کے اس تحریک کو زمینی سطح پر اتارنے کا کام انجام دے، صالح انقلاب اور قوم کے عروج وزوال میں افرادی قوت نے بڑا کردار ادا کیا ہے، امید ہے کہ ریاست بہار کی طرح جھارکھنڈ میں بھی ملت کے زندہ دل لوگ حصہ لے کر اس مشن کو کامیاب بنائیں گے، اور اس کے تمام اضلاع میں ہونے والے خصوصی مشاورتی اجلاس میں سرگرم حصہ لیں گے۔ پروگرام کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔

(۱) ضلع رام گڑھ (۲۰ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام چترپور، رام گڑھ)، (۲) سنگھ بھوم وسرائے کیلا (۲۱ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام جمشید پور)، (۳) بوکارو (۲۱ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام بوکارو۔)، (۴) جامتاڑا ((۲۱ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام مدرسہ وحیدیہ جامتاڑا) (۵) گریڈیہ (۲۱ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام گریڈیہہ)، (۶) لاتیہار (۲۲ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام بالوماتھ)، (۷) کوڈرما (۲۳ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام کوڈرما)، (۸) چترا (۲۴ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام چترا)، (۹) لوہردگا (۲۵ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام لوہردگا) (۱۰) گملا (۲۵ فروری ۲۰۲۱ء، بعد نماز مغرب بمقام سیسئی گملا)، (۱۱) دیوگھر (۲۵؍فروری ۱۰؍بجے دن بمقام دیوگھر (۱۲) ہزاری باغ (۲۶ فروری ۲۰۲۱ء، بعد نماز مغرب بمقام ہزاری باغ)، (۱۳) دھنباد (۲۷ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام دھنباد) (۱۴) سمڈیگا (۲۷ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام سمڈیگا) (۱۵) کھونٹی (۲۷ فروری ۲۰۲۱ء، بعد نماز مغرب بمقام کھونٹی)، (۱۶) رانچی (۲۸ فروری ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام رانچی۔ بعد نماز مغرب بمقام اٹکی)، (۱۷) ضلع گڈا (۲۸؍فروری ۱۰؍بجے دن بمقام مدرسہ بدر الاسلام مہگاواں، (۱۸) پلاموں (یکم مارچ ۲۰۲۱ء، ۱۰؍بجے دن بمقام ڈالٹین گنج)، (۱۹) گڑھوا (یکم مارچ ۲۰۲۱ء، بعد نماز مغرب بمقام گڑھوا) اس سلسلہ میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران کے ساتھ ریاست جھارکھنڈ کے قضاۃ واہم شخصیات کی آن لائن میٹنگ بھی مورخہ ۱۷؍فروری کو ہوئی جس میں تیاریوں کا جائزہ لیا گیا اور ضروری مشورے دیئے گئے۔ خاص طور پر اس ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کے عشرہ کے موقع پر حضرت امیر شریعت مدظلہ کے جھارکھنڈ تشریف لے جانے سے متعلق بھی انتظامی امور پر مشورہ ہوا۔

امارت شرعیہ کی تحریک تعلیم وتحفظ اردو کو عملی طاقت سے مضبوط بنائیں حضرت امیر شریعت

مدرسہ اسلامیہ فیروزیہ اکبر پور باڑھ میں منعقد اجلاس سے حضرت امیر شریعت مد ظلہ کا خطاب

حالات تیزی سے بدل رہے ہیں، ہر سطح پر روز بروز مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے، اس وقت ضرورت ہے کہ مضبوط عملی قوت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا جائے، اس کے لیے ایمان کی حفاظت کا انتظام، معیاری تعلیم کا حصول، اور نئی نسل کی دینی واخلاقی تربیت وقت کی اہم ضرورت ہے، امارت شرعیہ نے انہیں حالات کو دیکھتے ہوئے دینی وقرآنی تعلیم سے ہر بچہ کو آراستہ کرنے اور عصری تعلیم کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کرنے نیز اردو جیسی پیاری زبان کو زندگی میں برتنے اور ایک زندہ زبان کی حیثیت سے اس کے استعمال کا ماحول بنانے کی غرض سے بہار، جھارکھنڈ واڈیشہ میں ترغیب تعلیم وتحفظ اردو کے عنوان سے بڑے پیمانے پر تحریک چلائی ہے، یکم فروری سے ۷؍فروری ۲۰۲۱ء بہار میں عمومی تحریک چلی اور ۲۰؍فروری سے جھارکھنڈ میں دس روزہ تحریک شروع ہو رہی ہے، اس سلسلہ میں پٹنہ میں بھی کئی اہم اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ یہ تحریک بہت سوچ کر، سمجھ کر اور حالات کو نظر میں رکھ کر شروع کی گئی ہے، آج باڑھ میں منعقد ہونے والا یہ اجلاس اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ پوری مضبوطی کے ساتھ اس تحریک کو آگے بڑھائیں اور ہر گھر تک امارت شرعیہ کے اس پیغام کو پہونچائیں، ان خیالات کا اظہار امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے مدرسہ اسلامیہ فیروزیہ میں منعقد ایک اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کیا، آپ نے ان تینوں موضوعات کو نہایت آسان اور موثر انداز میں حاضرین کو سمجھایا اور کہا کہ تعلیم کے سلسلہ میں مسلمانوں کی بے حسی اس حد تک پہونچ چکی ہے کہ جتنا وہ بچوں کے کھلونوں اور ٹافی کو اہمیت دیتے ہیں، اتنی اہمیت بھی تعلیم کو نہیں دیتے، جب کہ بچوں کی غذا اور دوا سے زیادہ ایک سمجھدار اور باشعور انسان کے نزدیک بچوں کی تعلیم وتربیت کو اہمیت حاصل ہونی چاہئے، عصری تعلیم کی ضرورت کو بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس وقت رحمانی تھرٹی نے ایک نمونہ قوم کو دیا ہے، اگر اس فکر کو اپنا کر قوم آگے بڑھے تو ملک میں یقیناً ایک بڑا تعلیمی انقلاب آسکتا ہے، جہاں تک اردو زبان اور اس کو زندہ رکھنے کی بات ہے تو اس کی ذمہ داری یقیناً ایک حد تک حکومت پر ہے، لیکن اس سے کہیں زیادہ اردو بولنے والوں پر ہے۔ آپ نے کئی مثالوں کے ذریعہ اردو کی طرف سے اردو والوں کی بے توجہی کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب عہد کریں کہ اردو زبان کو زندگی میں برتیں گے اور ہر موقع پر اس کے استعمال کو ترجیح دیں گے۔ اس اجلاس میں ”نبوی دعاؤں کا زریں انتخاب“ نامی کتاب کا حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہاتھ سے اجراء بھی ہوا، یہ کتاب جناب الحاج ارشاد اللہ صاحب چیئرمین بہار ریاستی سنی وقف بورڈ کی اہلیہ مرحومہ عمرانہ زریں کی جمع کی ہوئی دعاؤں کا مجموعہ ہے، جس کو مفتی اظہر الدین صاحب قاسمی استاذ جامعہ فیروزیہ نے ترتیب دی ہے، اجلاس کو نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تحریک مہینوں کی فکرمندی کا نتیجہ ہے، اللہ کے بابصیرت بندے مصلح قوم وملت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ جیسی شخصیت کی سرپرستی میں اس تحریک کا آغاز ہوا ہے، خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ کے سایہ میں جب بھی کوئی تحریک چلی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب وکامران کیا ہے۔ اور اس کے دوررس اثرات مرتب ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ اپنے امیر شرعی کی مکمل اطاعت کریں، ظاہر ہے یہ آواز اور پیغام آپ کے امیر شریعت کی ہے، آپ پر لازم ہے کہ اس آواز کو اپنے ایمان ویقین کا حصہ بنائیں جب تک یہ تحریک عملی طور پر گھر نہ پہونچ جائے، اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں، سابق رکن اسمبلی جناب اظہار احمد صاحب مدیر روزنامہ پیاری اردو نے بھی امارت شرعیہ کی اس تحریک کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے پوری بیداری اور پامردی کے ساتھ اس تحریک کو آگے بڑھانے کی طرف متوجہ کیا، اجلاس کے منتظم محترم جناب الحاج ارشاد اللہ صاحب نے اپنے خطاب میں اجلاس کی ضرورت اور حضرت امیر شریعت کے پیغام کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اس بات کا عہد دوہرایا کہ وہ رضاکارانہ طور پر ہر وقت اس تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے تیار ہیں۔ اجلاس کا آغاز جناب قاری عبد الماجد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ مولانا مجیب الرحمٰن بھاگل پوری اور قیصر رانا سوپولوی نے نعت پاک پیش کی۔ مدرسہ کے ناظم مولانا طاہر صاحب ودیگر اساتذہ کرام اور جناب ارشاد اللہ صاحب کے خانوادے کے تمام افراد ومقامی نوجوانوں نے اجلاس کو کامیاب وبامقصد بنانے میں خصوصی حصہ لیا۔ اجلاس میں بڑی تعداد میں علاقے کے علماء، ائمہ، دانشوران، نقباء امارت شرعیہ نے شرکت کی اور حضرت امیر شریعت کے سامنے ہاتھ اٹھا کر تحریک کو کامیاب بنانے کا عہد کیا۔

اردو آبادی کے مسائل کے حل کے لیے اردو کارواں صوبائی سطح پر سرگرم عمل ہوگا

بہار میں اردو زبان وادب کے مسائل اور اردو آبادی کو درپیش مشکلات کے حل کے لیے صوبائی سطح پر اردو دانوں کو متحرک ہونا ہوگا۔ اس کے لیے ہر ضلع میں خصوصی ذمے دار بنائے جائیں گے اور کوشش کی جائے گی کہ گاؤں سے لے کر شہر اور پٹنہ سے لے کر دہلی تک جہاں جہاں چارہ جوئی ممکن ہو سکتی ہو وہاں سرگرمیاں پیدا کی جائیں گی۔ اردو بولنے والوں کے مختلف طرح کے مسائل ہیں۔ بعض کا انتظامیہ سے تعلق ہے، چند حکومتوں سے متعلق ہیں اور ایک بڑا حصہ خود اردو آبادی کی سرد مہری کی وجہ سے سر اٹھائے ہوئے ہمارے سامنے کھڑا ہے، اس لیے ہمہ جہت کوششوں کے بغیر اردو زبان اور اردو عوام کے مسائل کا حل نہیں ڈھونڈا جا سکتا تھا۔ ان خیالات کا اظہار مختلف مقررین نے ۱۶؍فروری کو امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد اردو کارواں کے ذمہ داروں کی خصوصی نشست میں کیا۔

خیال رہے کہ ۱۴؍فروری کو امارتِ شرعیہ بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ نے ایک خصوصی مشاورتی نشست برائے تحفظ وترقیِ اردو منعقد کی جس میں صوبہ بہار کے مختلف اضلاع سے اکابرین اور اہل الرائے شامل ہوئے اور ان کے مشورے سے ”اردو کارواں“ نام سے ایک کل بہار تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے صدر پروفیسر اعجاز علی ارشد اور نائب صدر پروفیسر صفدر امام قادری بنائے گئے جب کہ جنرل سکریٹری ڈاکٹر ریحان غنی اور سکریٹری ڈاکٹر انوار الہدیٰ نامزد ہوئے۔ اسی سلسلے کی امارتِ شرعیہ میں امیرِ شریعت کی صدارت میں عہدے داران کی ایک خصوصی نشست ہوئی جس میں اس تنظیم کو فعال بنانے اور موثر کارکردگی پیش کرنے کے لیے حکمتِ عملی پر غور کیا گیا۔ بہار کی سطح پر ایک بڑی مرکزی ٹیم کی منظوری دی گئی جس میں ہر ضلع سے کم از کم ایک رکن شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس نشست میں مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی اور ڈاکٹر مشتاق احمد کو تنظیم کے نائب صدر کے طور پر شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس نشست میں یہ بات طے ہوئی کہ ”اردو کارواں“ کا مرکزی دفتر امارتِ شرعیہ، پھلواری شریف میں بہت جلد کام کرنے لگے گا۔ اس کے لیے انتظامات شروع ہو گئے ہیں اور جلد ہی ترجیحات اور مرحلہ وار اقدامات طے کرنے کے لیے عہدے داران کی نشست بھی منعقد ہوگی۔ اس نشست میں امیرِ شریعت مولانا ولی رحمانی، پروفیسر اعجاز علی ارشد، پروفیسر صفدر امام قادری، ڈاکٹر ریحان غنی، ڈاکٹر انوار الہدیٰ، ناظمِ امارتِ شرعیہ مولانا شبلی القاسمی، مولانا ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا محمد سہراب ندوی، جناب ذاکر بلیغ کے شامل اردو کارواں سے متعلق بنیادی اراکین موجود تھے۔ نشست میں حکومتِ بہار کی جانب سے نائب مترجمین کے ایڈمٹ کارڈ جاری ہونے اور مختلف سرکاری دفاتر میں اردو زبان میں تختیاں لگانے کے اعلان نامے پر اظہارِ اطمینان کیا گیا اور یہ توقع کی گئی کہ حکومتِ بہار اردو آبادی کے مسائل کو سمجھے گی اور فوری کارروائی کرتے ہوئے بے اطمینانی سے بچے گی۔

آزادیٔ اظہار کے معاشی فائدے

ہر جندر (روزنامہ ہندوستان ۱۵؍ فروری ۲۰۲۱، ترجمہ: محمد عادل فریدی)

پچھلے کچھ وقت سے دنیا میں ایک ایسا بزنس ماڈل کھڑا ہوا ہے، جس کے پیشہ ورانہ مفاد ہماری اظہار رائے کی آزادی سے خواہ نہ خواہی جڑے ہوئے ہیں۔

صدارتی انتخاب میں شکست کے بعد سے سابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے کیا کیا کھویا ہے؟ دو چیزیں تو ظاہر ہیں صدارتی عہدہ اور دنیا کا سب سے اثر دار پوسٹل ایڈریس یعنی وہائٹ ہاؤس، لیکن انتخاب میں شکست کے بعد ان چیزوں کو تو انہیں کھونا ہی تھا، ایک چیز جس پر اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ بحث ہو رہی ہے، وہ ہے ٹرمپ کا ٹوئٹر اکاؤنٹ، جو گزشتہ مہینے کی ۶؍تاریخ کو کیپیٹل ہل کے سانحہ کے بعد ان سے چھین لیا گیا تھا۔ اس کا تعلق ڈونالڈ ٹرمپ کی شکست سے زیادہ ان کی غیر سنجیدہ حرکتوں سے ہے۔ میڈیا کی دنیا میں خبروں کے بہت سارے ذرائع ہوتے ہیں، لیکن گزشتہ چار سال کے دوران ان کا ٹوئٹر اکاؤنٹ خبروں کا جتنا بڑا ذریعہ رہا اتنا شاید ہی کوئی دوسرا ذریعہ رہا ہو، پہلی بار صدارتی عہدے کے لیے انتخابی مہم شروع کرنے کے بعد سے اکاؤنٹ پر پابندی لگنے تک ڈونالڈ ٹرمپ نے ۳۴۰۰۰؍سے زیادہ ٹوئٹ کیے، یعنی ہر روز وہ اوسطاً بیس سے پچیس ٹوئٹ کرتے رہے، ان کے یہ ٹوئٹ ان کے متشدد حامیوں سے رابطہ پیدا کرنے کا اوزار بھی تھے جنہیں خود انہوں نے تیار کیا تھا، اور ایسے ہی اوزاروں کے ذریعہ انہوں نے اس طبقہ کو امریکی پارلیامنٹ پر حملہ کرنے کے لیے بھی اکسایا تھا، اس پر تنازع بڑھنے کے بعد ان کے ٹوئٹر اکاؤنٹ کو بند کر دیا گیا تھا۔

حالانکہ جب ان کے اکاؤنٹ کو بند کیا گیا تب بھی وہ امریکہ کے صدر تھے، یہ بات الگ ہے کہ جب تک وہ الیکشن ہار چکے تھے، ویسے ٹوئٹر نے ان کے اس اکاؤنٹ کو الیکشن کا نتیجہ آنے سے پہلے ہی نا قابل اعتماد بنا دیا تھا، اس نے ان کے ٹوئٹ پر متنازع اور گمراہ کن کا لیبل لگانا شروع کر دیا تھا، اس کے کچھ اور پہلے کورونا وبا کے وقت ٹوئٹر نے ان کے کچھ ٹوئٹ پر یہ لکھا تھا کہ ٹوئٹ میں بیان کیے گئے واقعات غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ سب پرانی باتیں ہیں، لیکن آج ان کو ایک بار پھر یاد کرنا ضروری ہے، کیوں کہ ہندوستان میں بھی ٹوئٹر کے کچھ اکاؤنٹ کو لے کر ہندوستانی حکومت اور ٹوئٹر آپس میں الجھے ہوئے ہیں، کسان تحریک اور ۲۶؍جنوری کو دلی اور لال قلعہ میں ہونے والے واقعات کے بعد سرکار نے ٹوئٹر کے بہت سارے اکاؤنٹ اور ہیش ٹیگ بند کرنے کے لیے کہا تھا، ٹوئٹر نے شروع میں انہیں بند بھی کیا، لیکن بعد میں زیادہ تر کو دوبارہ بحال کر دیا، سرکار کی طرف سے جب سختی دکھائی گئی تو ٹوئٹر نے ایک بلاگ لکھا، جس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ سوشل میڈیا کا اسٹیج آزادیٔ اظہار رائے کی ایک مثال اور نمونہ ہے۔

ہمارے سامنے ٹوئٹر کے دو چہرے ہیں؛ امریکہ میں وہ نفرت کو روکنے کی کوشش میں وہاں کے صدر تک سے مقابلہ کرنے کی حالت میں دکھائی دیتا ہے اور ہندوستان میں آزادی اظہار کے نام پر سرکار کے دباؤ کی مخالفت کرتا ہوا بھی محسوس ہوتا ہے، ویسے اس کا ایک تیسرا چہرہ بھی ہے، باقی سبھی سوشل میڈیا پلیٹ فارموں کی طرح ٹوئٹر کا خزانہ بھی نفرت پھیلانے والے مواد سے بھرا ہوا ہے، وہاں جتنی اچھی باتیں ہیں اتنی ہی نفرت والی بھی ہوں گی، یا شاید ان سے بھی زیادہ ہوں، جس طرح سے یہ مانا جاتا ہے کہ پیکیجنگ صنعت کے آنے کے بعد سے سماج میں کوڑے کی مقدار بڑھ گئی ہے، ایسے ہی ایک خیال یہ بھی ہے کہ سوشل میڈیا کے آنے کے بعد سے سماجی منظر نامے میں نفرت بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ظاہری طور پر سوشل میڈیا کی سبھی کمپنیاں نفرت کی باتوں کو ختم کرنے کا عہد کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، مگر یہ نفرت ہی گھما پھرا کر ان کے لیے منافع کا سودا بھی ہوتی ہے، اس کے خلاف وہ تبھی سرگرم ہوتی ہیں جب پانی سر سے اوپر گزرنے لگتا ہے۔

سرکاریں اظہار رائے کی آزادی یا دوسری آزادیوں پر حملہ کرتی رہتی ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، یہ ضرور ہوا ہے کہ ان دنوں انٹرنیٹ پر پابندی جیسا ایک ایک نیا پہلو اس میں جڑ گیا ہے، وگرنہ اس میں کچھ نیا نہیں ہے، پچھلے کچھ دنوں سے روس میں جو ہو رہا ہے اور ماضی قریب میں ہانگ کانگ یا یوگانڈا وغیرہ میں جو ہوا، میانمار کا واقعہ تو بالکل تازہ ہے؛ ان سب واقعات میں ایک چیز قدر مشترک ہے اور وہ یہ ہے کہ شہریوں کی آزادی پر پابندی کا کام سرکاریں اب نئے ڈھنگ سے کرنے لگی ہیں، اب وہ سیدھے ان ذرائع و وسائل پر پابندی لگا دیتی ہیں جن کے ذریعہ لوگ آپس میں رابطہ کرتے ہیں، یہ پابندی کافی مہنگی بھی پڑتی ہے، کیوں کہ انٹرنیٹ صرف خبروں، اظہار رائے، بات چیت اور رابطے کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ بزنس اور کاروبار کا بھی ذریعہ ہے، لوگوں کو لمبے عرصے تک چپ کرائے رکھنے کی بات تو سوچی جا سکتی ہے، لیکن ایک حد کے بعد صنعت و کاروبار کو روکنا ممکن نہیں ہوتا۔

اسی درمیان ایک اور نئی چیز ضرور ہوئی ہے، سوشل میڈیا چلانے والی کچھ کمپنیاں ہیں جو اظہار رائے کی ہماری آزادی کی فکر کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، پچھلے کچھ وقت میں دنیا میں ایک ایسا بزنس ماڈل کھڑا ہوا ہے، جس کے پیشہ ورانہ مفاد ہماری اظہار رائے کی آزادی سے خواہ نہ خواہی جڑے ہوئے ہیں۔ یہ وہی بزنس ماڈل ہے جس کا فائدہ سنسنی اور دہشت پھیلانے میں بھی ہے اور شاید کافی حد تک نفرت پھیلانے میں بھی، خبروں میں بھی ہے اور فیک نیوز میں بھی، اس میں کسی کو تضاد بھی نظر آ سکتا ہے اور ستم ظریفی بھی، حقیقت بھی یہی ہے، یہ ایسی کمپنیاں ہیں جنہیں ہر ملک کی حکومت کسی نہ کسی طرح اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں، لیکن وہ کسی ایک ملک کے قابو میں نہیں ہیں، اس لیے انہیں پوری طرح سے بند کر پانا بھی ممکن نہیں ہے، اور شاید اسی لیے کئی بار ہم ان سے بڑی توقعات بھی وابستہ کر لیتے ہیں، یہ کوئی اچھی شکل نہیں ہے، لیکن اکثر بہت سی اچھی چیزیں تضادات کے درمیان ہی کھڑی رہ پاتی ہیں، سرکاریں بھی اس بات کو جتنی اچھی طرح سمجھ لیں اس کا اسی میں بھلا ہے۔ (یہ مضمون نگار کی ذاتی رائے ہے)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۶؍۱۰۷؍۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ سوپول)

شمیمہ پروین بنت محی الدین مقام چھتی ہنومانگر وارڈ نمبر ۱۱، ڈاکخانہ چھتی تھانہ سرائے گڑھ ضلع سوپول۔ فریق اول

بنام

محمد ارشاد ولد محمد صدیق مقام چھتی ہنومان نگر وارڈ نمبر ۷، ڈاکخانہ چھتی تھانہ سرائے گڑھ ضلع سوپول۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گدام والی مسجد ضلع سوپول میں عرصہ ۶؍سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۶؍شعبان المعظم ۴۲ھ مطابق ۳۰؍مارچ ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۶؍۱۰۷۳؍۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مادھو پارہ پورنیہ)

نصرت پروین بنت محمد عالم مقام رہیک پور ڈاکخانہ جکیلی تھانہ سری نگر پورنیہ۔ فریق اول

بنام

محمد فیروز کیراف گیسل، مقام رہیک پور ڈاکخانہ جکیلی تھانہ سری نگر ضلع پورنیہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ نزد مسجد رضوان مادھو پارہ پورنیہ میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷؍شعبان المعظم ۴۲ھ مطابق ۳۱؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۳؍۴۹۹؍۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور دھنباد)

ریحانہ خاتون بنت محمد شفیق مقام اوپر کلھی ڈاکخانہ جھریا ضلع دھنباد۔ فریق اول

بنام

کلام خان ولد محمد علی مقام انائٹ ڈاکخانہ و ضلع بھوجپور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور دھنباد میں عرصہ دو سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۳؍شعبان المعظم ۴۲ھ مطابق ۱۷؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز بدھ بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۸؍۵۱۴؍۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور دھنباد)

علقمہ خانم بنت محمد نظام الدین مقام آئینہ اسلام پور ڈاکخانہ بھگت ڈیہہ ضلع دھنباد۔ فریق اول

بنام

محمد افضل ولد شیخ محمد صادق مقام آئینہ اسلام پور ڈاکخانہ بھگت ڈیہہ ضلع دھنباد۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ واسع پور دھنباد میں عرصہ ڈھائی سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت یکم شعبان المعظم ۴۲ھ مطابق ۱۵؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز سوموار بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

ہفتہ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

قاضی شریعت مولانا عبدالجلیل قاسمی ہزاروں نم آنکھوں کے بیچ سپرد خاک

حضرت امیر شریعت سمیت ملک کی سرکردہ شخصیات کا اظہار تعزیت

موت سے کس کو رستگاری ہے، آج وہ کل ہماری باری ہے، بالآخر امارت شرعیہ کے قاضی شریعت مولانا عبدالجلیل قاسمی بھی اللہ کے حضور پہونچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، حالانکہ آپ پچھتر برس کی عمر کو پہونچ گئے تھے اور عمر طبعی گزار چکے تھے، مگر پھر بھی آپ کے انتقال نے دل کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، روزانہ کے معمول کی طرح دفتر آئے، روزمرہ کے کام کیے، مقدمات کی فائلیں دیکھیں، پھر دفتر نظامت میں آئے اور رخصت لی، کہا کہ گھر جا رہا ہوں، رشتے داروں سے ملنا ہے، کسے پتہ تھا کہ یہ رخصت گھر جانے کے لیے نہیں بلکہ دنیا سے جانے کے لیے تھی، بہر حال ہر آنے والا جانے کے لیے آیا ہے اور ''اوپر جانے والا کب واپس آتا ہے''، یہ جملہ قاضی صاحب کی زبان سے انتقال سے چند منٹ پہلے نکلا تھا، کسے پتہ تھا کہ جانے والے کو اپنے بلاوے کا احساس ہو چکا تھا۔ بہر حال قاضی صاحب بھی چلے گئے، ایک دن ہم آپ بھی چلے جائیں گے، باقی رہنے والی ذات تو اللہ کی ہے۔ لیکن کچھ جانے والے اپنے اچھے کاموں اور نیک خصلتوں کی وجہ سے یادوں کا ایک قافلہ چھوڑ جاتے ہیں، قاضی صاحب کی ذات بھی اسی طرح کی تھی جسے لمبے وقت تک یاد کیا جاتا رہے گا، ان کی نیکی، خداترسی، مزاج کی سادگی، علم کی گہرائی، عمل کی پختگی، فیصلے کی قوت، رائے کی درستگی، وقت کی پابندی، خوش اخلاقی، نرم گفتاری، عاجزی، انکساری، نگاہ و فکر کی بلندی، دوراندیشی؛ سب چیزیں یاد کی جائیں گی اور مدتوں یاد کی جاتی رہیں گی، امارت شرعیہ کو آپ کی کمی کا احساس برسوں رہے گا۔

کچھ روز قبل دل کے عارضے کی وجہ سے اسپتال میں بھرتی ہوئے تھے اور افاقہ بھی ہو گیا تھا، دفتر آنا بھی انہوں نے شروع کر دیا تھا، ۱۸؍فروری ۲۰۲۱ء روز جمعرات کو بھی حسب معمول دفتر آئے، چھٹی کے بعد باجماعت عصر کی نماز امارت شرعیہ میں پڑھی، پھر دفتر سے گھر کے قریب کی مسجد میں مغرب کی نماز کے لیے جا ہی رہے تھے کہ مسجد کے قریب بیہوش ہو کر گر پڑے، فوری طور پر انہیں اسپتال لے جایا گیا، لیکن روح پہلے ہی قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ ان کے انتقال پر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تجربہ کار، باصلاحیت اور متقی صاحب علم، بابصیرت عالم دین اور کامیاب مدرس تھے، قضاء کی باریکیوں پر ان کی گہری نظر تھی، ایک طویل مدت تک انہوں نے امارت شرعیہ کے قاضی شریعت کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں، ان کی خدمات کو لانبے عرصے تک بھلایا نہ جا سکے گا۔ امارت شرعیہ ایک تجربہ کار بابصیرت قاضی شریعت سے محروم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، امارت شرعیہ کو بھی اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا کرے۔ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال امارت شرعیہ کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری ملت کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے، انہوں نے کہا کہ اپنے ورع و تقویٰ، خداترسی، للٰہیت، وقت کی پابندی، معاملات کی صفائی، قوت فیصلہ اور اصابت رائے کی وجہ سے وہ امارت شرعیہ کے ذمہ داروں میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ سمیت امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داروں اور کارکنان کے علاوہ، ملک کی سرکردہ علمی و ملی شخصیات نے بھی ان کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے بھی قاضی صاحب کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کیا اور ان کے انتقال کو بہار کے لیے بڑا نقصان قرار دیا، امارت شرعیہ کے دفتر میں کئی اہم سیاسی لوگوں نے پہونچ کر قاضی صاحب کے جسد خاکی کا آخری دیدار کیا، امارت شرعیہ کے ذمہ داروں کے سامنے تعزیت پیش کی اور رات دس بجے امارت شرعیہ کے اندر ہونے والی پہلی جنازہ کی نماز میں شرکت کی، ان میں سابق وزیر حکومت بہار جناب عبدالباری صدیقی صاحب، جناب اختر الاسلام شاہین صاحب ایم ایل اے سمستی پور، جناب خالد انور ایم ایل سی، سابق وزیر حکومت بہار جناب شیام رجک صاحب، جناب سید ارشاد اللہ صاحب چیرمین بہار اسٹیٹ سنی وقف بورڈ پٹنہ شامل تھے، پہلی نماز مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے پڑھائی۔ پہلی نماز جنازہ کے بعد دیر شب قاضی صاحب مرحوم کا جسد خاکی سوگوار افراد خانہ کے ساتھ ان کے آبائی وطن دھوبنی روانہ ہوا، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کے ذمہ داروں کا ایک وفد تجہیز و تدفین میں شرکت کے لیے دھوبنی پہونچا، اس وفد میں مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت، مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی معاون قاضی شریعت، مولانا مفتی امتیاز قاسمی معاون قاضی شریعت، قاری مجیب الرحمٰن صاحب، مولانا شہنواز احمد مظاہری اس وفد میں شریک تھے، ڈھاکہ کے قاضی شریعت مولانا اطہر جاوید قاسمی، بتیا کے قاضی شریعت مولانا نثار احمد قاسمی، مولانا اشتیاق حیدر قاسمی بسوریا بھی جنازہ میں حاضر ہوئے، مغربی و مشرقی چمپارن اور اس کے مضافات سے عوام و خواص کا جم غفیر جنازے میں موجود تھا، لوگوں کے ازدحام کو دیکھ کر قاضی صاحب مرحوم کی مقبولیت کا اندازہ ہوا، ان شاء اللہ اپنے ورع و تقویٰ، خداترسی اور للٰہیت کی بنا پر عند اللہ بھی آپ کی مقبولیت دوچند ہوگی۔ دوسری نماز جنازہ بعد نماز جمعہ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے پڑھائی، نماز سے قبل مولانا مفتی وصی احمد قاسمی اور مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب کا خطاب ہوا، جس میں انہوں نے قاضی صاحب مرحوم کے فضائل و مناقب اور ان کی خصوصیتوں کو بیان کیا۔ نماز کے بعد اپنے آبائی قبرستان میں ہزاروں نم آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک ہوئے، رہے نام اللہ کا۔ قاضی صاحب کے انتقال پر ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ان کے ہزاروں شاگرد، محبین اور مخلصین غمزدہ ہیں اور دعائے مغفرت کر رہے ہیں، قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مولانا محمد ہارون رشید صاحب نے دین اور علم کی بڑی خدمت کی۔ حضرت امیر شریعت

مدرسہ رحمانیہ سوپول، دربھنگہ کے سابق پرنسپل اور معتبر عالم دین جناب مولانا محمد ہارون رشید صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے، طویل علالت کے بعد اپنے گھر پر انہوں نے آخری سانس لی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آبائی قبرستان جماپور دربھنگہ میں تدفین عمل میں آئی۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی مدظلہ نے انکے انتقال پر گہرے صدمہ کا اظہار کیا، انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مولانا نے مختلف جہتوں سے دین اور علم کی خدمت کی، انہوں نے جامعہ رحمانی مونگیر اور مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر مدرسہ رحمانیہ سوپول، دربھنگہ میں استاذ اور پرنسپل کے منصب پر فائز رہے، وہاں سے سبکدوشی کے بعد مدرسہ چشمہ فیض ململ، مدھوبنی سے وابستہ ہوئے، پھر جامعہ نور العلوم گٹھامن پالن پور، گجرات چلے گئے، جہاں بخاری شریف کا درس دیا، بچیوں کی تعلیم کیلئے اپنے گاؤں میں مدرسہ رحمانیہ نسواں قائم کیا اور تاحیات اسکی آبیاری کی، مولانا مرحوم کی امارت شرعیہ سے بھی گہری وابستگی رہی، ایک زمانہ میں امارت شرعیہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ نقیب کیلئے انہوں نے دینی و اصلاحی مضامین بھی لکھا، حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانیؒ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، ان کی راست نگرانی میں تدریسی تجربات حاصل کئے۔ جامعہ رحمانی میں سال پنجم تک کی کتابیں پڑھائیں، ساتھ ہی مضمون نگاری کی مشق کی، مولانا کی زندگی میں حضرت امیر شریعتؒ کی قلمی اور درسی تربیت کی گہری چھاپ رہی اور جس ادارہ سے وابستہ ہوئے نیک نام رہے، انکی خدمات کا دائرہ تقریباً ساٹھ سال کا رہا، اللہ تعالیٰ انکی خدمات کو قبول فرمائے، جوار رحمت میں رکھے، اگلے تمام مرحلوں کو آسان فرمائے اور گھر کے تمام لوگوں کو صبر و سکون دے آمین۔ جامعہ رحمانی مونگیر میں مولانا کیلئے ختم قرآن اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم اور زبان کی بڑی اہمیت ہے: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

کسی بھی تحریک کو کامیاب کرنے کیلئے اطلاعات رابطہ اور آپسی تعاون کی سخت ضرورت ہے، تعلیم کے حوالہ سے اطلاعات فراہم کرنے کی صورت یہ ہیکہ گاؤں علاقہ کا سروے کیا جائے، اور جن علاقوں میں بنیادی دینی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے اس کی فہرست سازی کی جائے اسی طرح عصری تعلیم اسلامی ماحول اور بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ فراہم کرانے کے امکانات اور مواقع کی تفصیلات جمع کی جائیں اور ممکنہ حد تک کم فیس کے ساتھ عصری تعلیم کے ادارے اور کوچنگ کے مراکز قائم کیئے جائیں جن اسکولوں میں مسلمان کثرت سے پڑھتے ہیں ان کی انتظامیہ پر دباؤ ڈال کر وہاں بنیادی دینی تعلیم اور اردو زبان کی تدریس کا نظم کرایا جائے ظاہر ہے یہ کام آپسی روابط اور تعاون کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا، اسلئے اطلاعات کے بعد رابطہ اور آپسی تعاون کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے، تحریک کیلئے کام کرنے والوں کو آپس میں حلیف ہونا چاہیے حریف نہیں بننا چاہیے، خوب یاد رکھیے قوموں کے عروج و زوال میں تعلیم اور زبان کی بڑی اہمیت ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کے نائب ناظم، وفاق المدارس اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ ہفت روزہ نقیب کے مدیر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنے کلیدی صدارتی خطاب میں کیا۔ وہ ہفتہ ترغیب تعلیم و تحفظ اردو کے موقع سے منعقد مشاورتی اجلاس سے مدرسہ عظمتیہ انصار نگر نوادہ میں خطاب فرما رہے تھے، مفتی صاحب نے فرمایا امارت شرعیہ کسی عمارت کا نام نہیں، بلکہ حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی قیادت میں سمع و طاعت کے ساتھ زندگی گذارنے والی جماعت کا نام امارت شرعیہ ہے اسلئے آپ حضرات جہاں کہیں بھی حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق کام کر رہے ہیں ہے تو وہ امارت شرعیہ ہی کا کام ہے، نائب ناظم صاحب نے فرمایا آپ حضرات کو تعلیم کے جامع منصوبہ پر مشتمل کتابچہ فراہم کیا گیا ہے اس کا گہرائی سے مطالعہ کر کے خود کفیل نظام تعلیم کو رائج کریں تاکہ بنیادی تعلیم کے نظم کو عام کیا جا سکے، اردو کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ اردو کی لڑائی ہم اپنے گھر میں ہار گئے ہیں ہمارے بچے اردو نہیں پڑھتے، ہمارے گھروں میں اردو کے اخبار نہیں آتے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی آبادی میں اردو کو رواج دیں تب ہی اردو کا تحفظ ہو سکتا ہے، انہوں نے کہا کہ اردو صرف زبان نہیں ہماری تہذیب اور ثقافت کا حصہ ہے اردو سے دور رہنے کا مطلب ہے کہ ہم اپنی تہذیب و ثقافت سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں ہمیں اردو کے تحفظ کیلئے عوامی سطح پر تحریک چلانی چاہئے اور سرکار سے مطالبہ بھی ہونا چاہیئے کہ اردو کو سرکاری سطح پر اس کا حق دیا جائے، امارت شرعیہ سے تشریف لائے بنیادی دینی تعلیم کے نگراں مولانا منت اللہ رحمانی نے فرمایا کہ بنیادی دینی تعلیم کو مضبوط بنیادوں پر فراہم کرنے کیلئے گارجین حضرات کو زیادہ حساس ہونے کی ضرورت ہے۔ اس مشاورتی اجلاس سے علماء و دانشوران کے ساتھ قاری محمد شعیب صاحب اور مولانا نصیر الدین مظاہری نے بھی خطاب کیا۔

تعلیم ترقی کی شاہ کلید اور اردو ہماری تہذیبی میراث: نائب ناظم

تعلیم ترقی کی شاہ کلید اور اردو ہماری تہذیبی میراث ہے، مذکورہ باتیں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے سیتامڑھی شہر کے ہوٹل امن وہار میں منعقد ہفتہ ترغیب تعلیم اور تحفظ اردو کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ اپنے قیام کے دنوں سے ہی تعلیم کے فروغ پر خصوصی توجہ دے رہی ہے، وہ مکاتب، اسکول، ہائی اسکول اور پیشہ وارانہ تعلیم کے ادارے بھی قائم کر رہی ہے، انہوں نے کہا کہ اردو کو فروغ دینے کے لئے مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نے ۱۹۳۷ء میں ہی سرکاری دفاتر اور عدالتی نظام میں اردو کو رائج کروا دیا تھا، مفتی صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ بھی گاؤں گاؤں اور قصبہ میں جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں پر مکتب کھولیں، معیاری تعلیم کے لئے تعلیمی ادارے قائم کریں اردو اپنے بچے اور بچیوں کو پڑھائیں، بنیادی دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں۔ اس موقع سے دیگر کئی اہم شخصیات مثلاً مولانا انوار اللہ فلک قاسمی، جناب صبی احمد شمس شاہ نواز وغیرہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بنیادی دینی تعلیم اور معیاری تعلیم کے اعلیٰ تعلیمی ادارے کھولنے پر زور دیا اور اردو کے تحفظ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اجلاس کی صدارت ڈاکٹر ساجد علی خان نے فرمائی۔

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ میں

ایڈمنسٹریٹر کی ضرورت

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ اور ذیلی ہیلتھ کیئر سینٹروں نیز حسب ضرورت نئے ہاسپٹل کے قیام کی کوشش کے ساتھ نظم و نسق کو دیکھنے کے لیے ایک باصلاحیت تجربہ کار ایڈمنسٹریٹر کی ضرورت ہے۔ جو حضرات ہاسپٹل مینجمنٹ میں MBA/ADMIN کی ڈگری رکھتے ہوں اور ان کے پاس ہاسپٹل چلانے کا کم از کم دو سال کا تجربہ ہو۔ وہ ۲۸؍فروری ۲۰۲۱ء تک اپنی درخواستیں دے سکتے ہیں۔ درخواست کے ساتھ ڈگری کی کاپی اور تجربے کی سند جمع کرنا لازم ہے۔ اپنی درخواستیں اس پتے پر بھیجیں: سکریٹری مولانا سجاد میموریل اسپتال، پھلواری شریف، پٹنہ۔801505

نوٹ:۔ انٹرویو کی تاریخ کی اطلاع بذریعہ موبائل دی جائے گی

محمد شبلی القاسمی
قائم مقام ناظم امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

سہیل احمد ندوی
سکریٹری مولانا سجاد میموریل اسپتال، پھلواری شریف، پٹنہ

Volume:61/71, Issue: 08 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ہم سے تہذیب کا دامن نہیں چھوڑا جاتا
دشت وحشت میں بھی آداب لیے پھرتے ہیں
(فراغ روہوی)

اردو ہے جس کا نام

مولانا شمیم اکرم رحمانی

بات کرنے کا حسیں طور طریقہ سیکھا　　ہم نے اردو کے بہانے سے سلیقہ سیکھا　　(منیش شکلا)

اس دنیا میں قسم قسم کے لوگ رہتے ہیں، بھانت بھانت کی بولیاں بولی جاتی ہیں، خود ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں کی تعداد ایک سروے کے مطابق 427 ہے، تاہم کچھ زبانیں ایسی ہیں جو اپنی نمایاں خصوصیات کی بنیاد پر الگ شناخت رکھتی ہیں اور پوری دنیا کے لئے مرکز توجہ بنی ہوئی ہیں، انہی زبانوں میں سے ایک زبان اردو بھی ہے- اردو کا رسم الخط گرچہ بالواسطہ سامی خاندان کی اہم زبان عربی سے ماخوذ ہے؛ لیکن بنیادی طور پر اردو ہند آریائی زبان ہے جس کی خمیر میں مختلف تہذیبوں، زبانوں اور فرقوں کی خوبیوں کو سمو لینے کی مکمل استعداد موجود ہے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف جہاں ہر کوئی اردو کو بڑی آسانی سے اپنا لیتا ہے تو دوسری طرف اردو بھی بڑی آسانی سے ہر کسی کو اپنا لیتی ہے اور اس طرح اپناتی ہے کہ نہ سرحدوں کے اختلاف کو دیکھتی ہے نہ مذہب وملت کی تفریق کو گوارہ کرتی ہے- میرا خیال ہے کہ اگر کسی زبان کو یہاں کی روایتی گنگا جمنی تہذیب کی ترجمانی کا حق حاصل ہوسکتا ہے تو وہ زبان صرف اردو ہی ہوسکتی ہے، اردو زبان محض علاقوں اور خطوں کو آپس میں نہیں جوڑتی بلکہ دلوں کو فتح بھی کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ اردو جدید زبان ہونے کے باوجود دنیا کے مختلف خطوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور دنیا کی تمام اصناف ادب کا مواد بھی یہاں مل جاتا ہے مزید خاص بات یہ ہے کہ اردو زبان کے لہجے میں پیار ومحبت کے ساتھ ساتھ حسن وعشق کے سوز وگداز کو ہر سمجھدار انسان واضح طور پر محسوس کرتا ہے، مجھے خود ایسے لوگوں سے ملنے کا موقع ملا ہے جنہیں اردو ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی تھی؛ لیکن سننے میں مزہ آتا تھا۔

وہ کرے بات تو ہر لفظ سے خوشبو آئے　　ایسی بولی وہی بولے جسے اُردو آئے　　(احمد وصی)

محققین کا اس بات پر بڑی حد تک اتفاق ہے کہ اردو زبان کی ابتداء مسلمان فاتحین کے آمد سے ہوئی ہے؛ البتہ جگہ کی تعین میں اختلاف ہے بعض محققین کے مطابق اردو کی پیدائش دکن میں ہوئی، بعض کے مطابق پنجاب میں، بعض کے مطابق دہلی میں اور بعض کے مطابق سندھ میں، اب پیدائش خواہ کہیں ہوئی ہو؛ لیکن یہ بات تو طے ہے کہ کوئی بھی زبان یکلخت وجود میں نہیں آتی ہے؛ بلکہ جستہ جستہ بنتی اور ترقی کے منازل طے کرتی ہے بقول بابائے اردو ''جس اصول پر بیج سے کونپل پھوٹتی ہے، پتے نکلتے، شاخیں پھیلتی، پھل پھول لگتے ہیں اور ایک دن وہی ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہوجاتا ہے؛ اسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی ہے، بڑھتی اور پھیلتی ہے۔'' (مقدمہ بابائے اردو مولوی عبدالحق از قواعد اردو)

جب مسلمان یہاں آئے اور یہاں کے باشندوں سے ان کا میل جول بڑھا تو یہاں کی رائج زبانوں میں تبدیلی ہوتی گئی جو مقامی زبانوں پر اس قدر اثر انداز ہوئی کہ ایک نئی مخلوط زبان بن گئی جیسا کہ چند معلوم چیزوں کے ملنے سے فطری طور پر ایک نامعلوم چیز بن جاتی ہے، سو بن گئی اور اسے کبھی گجری کبھی ہندوی کبھی دکنی کبھی ریختہ کبھی اردوئے معلیٰ کہا گیا پھر اخیر میں اردو کے نام پر اس طرح اتفاق ہوگیا کہ اب وہ مخلوط زبان صرف اردو ہے، اردو کا آغاز گرچہ مسلم سلاطین کی آمد سے ہوا ہے؛ لیکن یہ بات سمجھنے اور سمجھانے کی ہے کہ مسلم سلاطین اپنے ساتھ اردو زبان لے کر نہیں آئے تھے بلکہ ان کی زبانوں کے ساتھ جب یہاں کے باشندوں کی زبانوں کا اختلاط ہوا تو اردو کا وجود از خود ہوا جسے یہاں کے باشندوں نے مذہب وملت کی تفریق کے بغیر بسر وچشم قبول کیا اس اعتبار سے اردو کو خالص ہندوستانی زبان ہونے کا شرف بھی حاصل ہے غالباً یہی وہ حقیقت ہے جو ہمیشہ اہل علم کے ذہن ودماغ میں رہی اور جس کی وجہ سے کبھی انہوں نے اردو کو مذہبی زبان نہیں سمجھا نتیجتاً مذہب وملت کی تفریق کے بغیر باشندگان ہند نے اردو کی آبیاری کی اگر دو، سوا دو صدیوں پر محیط اردو زبان کے منظرنامے کا جائزہ لیا جائے تو ایسے ہزارہا نام سامنے آئیں گے جو اردو کے جانثاروں کی صف اول میں شامل رہے ہیں اور غیر مسلم ہیں۔ اگر ایسے ناموں کی صرف فہرست ہی تیار کی جائے تب بھی اس کے لئے ایک دفتر کی ضرورت پیش آئے گی، اردو زبان کا شاید ہی کوئی باشعور طالب علم ہوگا، جنہیں غالب اور اقبال کی طرح منشی دیا نارائین نگم، منشی نول کشور، دیا شنکر نسیم، پنڈت برج نارائن چکبست، منشی پریم چند، کرشن چندر، رام پرساد بسمل، مہاراجہ کشن چند، تلوک چند محروم، رگھو پتی سہائے فراق گورکھپوری، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، گوپی چند نارنگ، راجندر سنگھ بیدی، جوگیند پال، ہرچرن چاولہ، سریندر پرکاش، رامانند ساگر، بلراج کومل، پنڈت برج نارائن، آنند موہن زتشی گلزار دہلوی، خار دہلوی، گوپی ناتھ امن، دیویندر اسیر، امرتا پریتم، بلونت سنگھ، گیان چند جین، کالی داس گپتا رضا، ٹھاکر پونچی، گلشن نندہ، گیان سنگھ شاطر، شرون کمار ورما، خوشتر گرامی، سحر عشق آبادی، ڈاکٹر اوم پرکاش زار علامی، بشیشور پرشاد منور، لال چند پرارتھی، بھگوان داس شعلہ، امر چند قیس جالندھری، ابوالفصاحت، پنڈت لبھو رام جوش ملسیانی، عرش ملسیانی، رنبیر سنگھ، نوین چاولہ، فکر تونسوی، رام کرشن مضطر، کے نریندر، جگن ناتھ آزاد، ساحر ہوشیار پوری، رشی پٹیالوی، ستیہ نند شاکر، کرشنا کماری شبنم، ایس آر رتن، کاہن سنگھ جمال، سدرشن کوشل، نریش چندر ساتھی، پریم عالم، کامنا پرشاد، سنجیو صراف اور سریش چندر شوق جیسے ادبا، شعرا ومحبین اردو سے واقفیت نہیں رکھتا ہوگا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں اردو زبان کی ترویج واشاعت کے لئے صرف کیں اور اردو زبان کو مالا مال کیا۔

اپنی اردو تو محبت کی زباں تھی پیارے　　اب سیاست نے اسے جوڑ دیا مذہب سے　　(صدا انبالوی)

لوگ بھول جاتے ہیں کہ اردو زبان کا پہلا اخبار جام جہاں نما تھا جو ۲۷/ مارچ ۱۸۲۲ء کو کلکتے سے ایک غیر مسلم ہری ہردت نے جاری کیا تھا اردو کی ترویج واشاعت میں بنیادی رول ادا کرنے والا اہم ترین ادارہ فورٹ ولیم کالج کو بھی ایک غیر مسلم انگریز لارڈ ولزلی نے ۱۰/ جولائی ۱۸۰۰ء میں قائم کیا تھا اردو کے لئے غیر مسلموں کی خدمات ایک نوشتہ دیوار ہے جسے ہر کوئی پڑھ سکتا ہے جب اردو کے اچھے دن چل رہے تھے تو اس وقت یہاں کی اکثریت بھی اردو ہی لکھتی، بولتی اور سمجھتی تھی اور اردو کا کارواں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی خدمات کے نتیجے میں ہی آگے بڑھ رہا تھا؛ لیکن اسی دوران سازشی عناصر نے اپنا کام کرنا شروع کردیا تھا اور جستہ جستہ معاملہ یہاں تک پہونچا کہ رسم الخط کے فرق نے فرقہ وارانہ بنیادوں پر ہندوستان کو دو زبانوں اردو برائے مسلم اور ہندی برائے ہندو میں تقسیم کردیا تھا جس کے نتیجے میں آزادی کے بعد سے لیکر آج تک اردو کو اس ملک میں وہ حق نہیں مل سکا جس کی وہ مستحق تھی ہاں یہ بات سچ ہے کہ وطن عزیز میں آج بھی رابطے کی زبان اردو ہی ہے، فلم انڈسٹری میں زیادہ تر الفاظ اردو کے استعمال ہوتے ہیں گانے اردو زبان کے ہی گائے جاتے ہیں، ڈائلاگ اردو میں ہی بولے جاتے ہیں، لیکن ان تمام چیزوں پر ہندی کا ٹھپہ لگا ہوا ہوتا ہے جو محبان اردو کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ مجھے ہندی زبان سے کوئی دقت ہے، مجھ جیسے سینکڑوں لوگوں کو ہندی اور اردو دونوں سے محبت ہے؛ لیکن جو چیز جیسی ہے اسے اسی طرح پیش نہیں کرنا خیانت ہے، یہاں یہ بحث چھیڑنا مفید نہیں ہے کہ ہندی مستقل زبان ہے یا نہیں؛ لیکن اردو کا مستقل زبان؛ بلکہ مستقل تہذیب ہونا طے ہے دلائل کی بنیاد پر شاید ہی کوئی اختلاف کرنے کی ہمت کرے؛ لیکن کیا کیا جائے کہ جب عصبیت میں انسان مبتلا ہوجائے تو اس کے لئے بالکل واضح بات کو بھی ٹھکرانا آسان ہوجاتا ہے، اردو زبان کے ساتھ بھی یہی ہوا اور یہی ہورہا ہے؛ جس کی وجہ سے یہاں کی اکثریت اردو جیسی میٹھی زبان سے محروم ہوگئی ہے اور ہورہی ہے جس پر اردو آبادی کو اور خاص طور پر ان لوگوں کو جو اردو کی روٹی کھاتے ہیں غور کرنے کی ضرورت ہے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں میں بھی اُردو کے لیے بیداری پیدا کرنے اور غلط فہمیاں دور کرنے کی ضرورت ہے، اگر مرکزی حکومت نے مجوزہ نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے ذریعہ اردو کو مارنے کی کوشش کی ہے تو اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ ان کے نزدیک اردو ایک مذہب کی زبان ہے؟ ان حالات میں پوری ذمہ داری اردو آبادی کو ادا کرنی ہوگی اور انہیں ایک طرف جہاں اردو پڑھنے لکھنے بولنے اور بوقت ضرورت اردو کے لیے جمہوری طریقے پر احتجاج کرنا ہوگا وہیں ذرائع ابلاغ سیمینار اور سمپوزیم کے ذریعے اردو کی درست تاریخ بتا کر غیر مسلموں میں اردو کے تئیں پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور کرنی ہوں گی۔

اللہ کا شکر ہے کہ امارت شرعیہ نے بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ میں اردو کے تحفظ کے لئے قابل قدر کوششیں کی ہے اور کررہی ہے دوسری تنظیموں، سماجی خدمت گاروں، چھوٹی بڑی تعلیم گاہوں اور سماج کے باثر افراد کو بھی اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے مشن کو عام کرنے کی فکر کرنی چاہئیے، مستقل کام کرتے رہنے سے اردو کے لئے فضا ان شاء اللہ ضرور سازگار ہوگی بقول حضرت داغ

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو　　کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس آپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah
اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

WEEK ENDING-22/02/2021, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب　　قیمت فی شمارہ -/8 روپے　　ششماہی -/250 روپے　　سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988